



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب شیعیت پر لا جواب کتاب

پایان شیعہ

مؤلف

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

پاکستان ورچوئل لائبریری

www.pdfbooksfree.pk

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

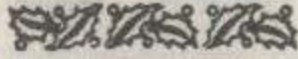
طالب دُعا سعید خان



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

www.pdfbooksfree.pk

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ
تَرَاهُمْ رُكْعًا يَنْبُتُونَ بِفَضْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ لَبِئْسَ أَتَرَاتُهَا



هُدَايَةُ الشَّيْعَةِ

جس میں

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تفتیہ کا پس منظر کتاب الشریعہ
صحیحہ کا مقام اور مشاجرات صحابہ کی ابجاث اور
دوراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ مفید مضامین ہیں



مؤلف

قُطْبُ الْعَالَمِ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گوہر



ناشر

دَارُ الْإِنشَاءِ

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

فہرست مضامین

صفحہ	مباحث	صفحہ	مباحث	صفحہ	مباحث
۲۳	بد و وعدہ میں نہیں ہوا کرتا	۹	۱۴	۱	دیباچہ
	کوئی آیت الحاقی نہیں ورنہ وعدہ	۱۱	۱۵	۲	اشتراک ضروری (اوشیعہ)
"	حفاظت غلط ہوگا	۱۵		۳	مقدمہ
"	حفاظت قرآن کا مفہوم	۱۶	"	۴	تقیہ کی بے بنیادی
۲۴	عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی	۱۷	"	۵	شیعیت کی دعوت ناجائز ہے
	انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت	۱۸	"	۶	تقیہ اور امام جعفر صادق رضی
"	علی رضی	۱۹	"	۷	تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۲۶	مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق رضی	۱۹	۱۶	۸	تقیہ اور قرآن
۲۷	خطبہ کا قول حجت نہیں	۲۰	۱۷	۹	تقیہ اور حضرت علی رضی
۲۸	اہلسنت اور حضرت علی رضی کا مقام	۲۱	۱۸	۱۰	ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی
"	شیعہ کی مفروضہ حدیث بھی محل طعن نہیں	۲۲	"	۱۱	تقیہ اور سیرت انبیاء و مؤمنین
	خطاب اجتہادی صورتہ معصیت	۲۳	۲۰		سوال اول
۲۹	ہے حقیقہ نہیں	۲۲			جواب سوال اول
۳۰	اہل بیت کے گھر جلانا بہتان ہے	۲۴	"	۱۲	مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن
"	خطاب و عصیان اور ایمان	۲۵		۱۳	آیت میں الف لام کی وجہ سے عموم
۳۱	مہاجرین امام کا ایمان بقول امام	۲۶	۲۳		واستغراق

صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر
۲۵	حدیث مذکورہ کو موضوع کتنا سفاکت ہے	۳۱	ندامت اور توبہ ماجی کفر میں	۲۷
"	دراشت انبیاء کا مفہوم	۳۹	شیعہ کے نزدیک کبیرہ بھی منافی	۲۸
۲۶	سیدہ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا	۳۲	عصمت نہیں	
"	عیب نہیں	۳۳	سوال دوم	
۲۷	کتب کُنت سے کُنت پر استدلال ہوگا	۳۴	جواب سوال دوم	
"	نہ کہ دیگر امور پر	"	سقیفہ میں صرف اَلْاَمْرُ مِنْ قُرَیْش	۲۹
۲۸	غیر موضوع نہ پر استدلال کے مقاصد	۳۵	پیش کرنے کی وجہ	
"	سیدہ اور صدیق کا کوئی خطبہ نہ ہو کتب	۳۶	صدیق کی اولیت اور قول امام	۳۰
۲۹	اہل سنت میں نہیں	۳۷	صدیق کی خدمات اور امام کا اعتراف	۳۱
۳۰	فضل صدیق اور امام ابو جعفر رضی	۳۸	بیعت امام و خلافت صدیق کی	۳۲
"	سیدہ صدیق رضی سے ناراض ہو کر	۳۹	حقانیت ہے	
۳۱	فوت نہیں ہوئیں	"	خلافت شیعین حق نہ ملنے میں مفاسد	۳۳
۳۲	حضرت فاطمہ رضی اور امام نہیں بھی شکر رنجی	۴۰	اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات	۳۴
۵۰	ہوتی تھی	۴۱	سوال سوم	
۵۱	مذکورہ حضرت علی رضی اور امام باقر رضی	۴۲	جواب سوال سوم	
"	سیدہ کی تدفین	۴۳	حدیث سخن معاشر الانبیاء اور	۲۵
۵۲	سیدہ کی قبر بقیع میں ہے	"	مذکور کی تحقیق	
۵۳	سوال چہارم	۴۴	مذکور فی تھا اور فی کا حکم	۲۶
۵۴	جواب سوال چہارم	۴۵	آیہ میراث کی مخاطبت ہے رسول اللہ	۲۷
۵۵	انتقاد خلافت شوری سے ہوتا ہے	۴۶	صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں	

صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر	مباحث
۶۳	علی رضی کا حکم ہوا	۵۶	منصوص نہیں ہوتا
۶۴	آیت میں ایہام و اشتراک ہے	۵۱	عقیدہ خلافت اور حضرت امام
۶۵	حضرت عباسؓ کو خلیفہ نامزد	۵۲	صاحب منہاج کا انصاف
۶۶	کر چکے تھے	۵۳	منافقین کو صحابہ جانتے تھے
۶۷	حضرت عمر رضی کا حذیفہؓ سے بار بار	۵۴	حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل
۶۸	پوچھا کمال ایمان تھا، اور اس کے دلائل	۵۵	حضرت علیؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر
۶۹	ام سجادؓ معصومیت کے باوجود	۶۰	لفظ رسول نہ ملایا
۷۰	اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے	۵۶	فضائل شیعینؓ اور حضرت علیؓ
۷۱	معاذ اللہ عمر رضی منافق ہوں تو حذیفہؓ	۵۷	نکاح کلثوم رضی
۷۲	جھوٹے ہوں گے	۵۸	خلافت صدیق رضی اجماع صحابہؓ سے
۷۳	سوال پنجم	۵۹	منعقد ہوئی تھی
۷۴	جواب سوال پنجم	۶۰	اجماع کی مخالفت حرام ہے
۷۵	سوال ششم	۶۱	اصحاب ثلاثہ کی خلافت اجماعی نہ
۷۶	جواب سوال ششم	۶۲	ماننے کے مفاسد
۷۷	تحریفات شیعہ	۶۳	آیت ائمہ و لیکم مثبت خلافت
۷۸	امامت کا صحیح مفہوم	۶۴	بلا فصل نہیں
۷۹	احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایام	۶۵	آیت میں اگر حضر مطلق ہو تو حضرت علیؓ کے
۸۰	فتن میں امام نہ ہوگا	۶۶	بعد کوئی بھی امام نہیں ہو سکتا
۸۱	ترجمہ حدیث میں تحریف	۶۷	حدیث غدیر مثبت خلافت نہیں
۸۲	حضرت صدیقہ رضی پر افتراء	۶۸	بزرگ شیعہ حضورؐ کو ستر بار اٹھا رکھتے

صفحہ	مباحثہ	صفحہ	مباحثہ	صفحہ
۸۶	خود حضورؐ کو بھی ہوا	۷۴	صدیقہ قاتلان عثمانؓ پر لعنت کرتی تھیں	۷۵
۹۰	صراط پر اور قبر میں امامؑ کے بارے میں سوال	۷۶	صدیقہ علیؑ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں	۷۶
۸۷	موضوعات شیعہ میں سے ہے	۷۷	صدیقہ اور امامؑ کے مقابلہ کا پس منظر	۷۷
۹۱	قتال صدیقہ کو ایذا ابولہب پر قیاس	۷۸	ندامت محل طعن نہیں	۷۸
۷۹	کرنا حماقت ہے	۷۹	زلت انبیاءؑ سے بھی ہوئی اور حضرت علیؑ	۷۹
۹۲	حضرت صدیقہ کی خطا کا باعث بھی	۷۷	بھی بقول خود خطا سے مامون نہ تھے	۷۷
۸۸	حضرت علیؑ ہیں	۸۰	امامت کے فرائض	۸۰
۹۳	صرف ایک آیت کا منکر و مذہب بھی کافر ہے	۷۹	سوال ہفتم	۷۹
۹۴	حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ گستاخ نہ	۸۱	جواب سوال ہفتم	۸۱
۸۹	ہوئے حالانکہ وہ کافر تھا	۸۱	امام اپنے مخالفین کو مسلمان مانتے تھے	۸۱
۹۵	حضرت عائشہؓ باوجودیکہ محبوبہ رسولؐ ام المومنین	۸۲	حضرت علیؑ نے بیعت کر کے حکم الہی منسوخ کیا	۸۲
۹۱	ہیں، شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں	۸۳	شیعہ مفسر طبری اور صدیقؑ کی خلافت بلا فصل	۸۳
۹۲	سوال ہشتم	۸۴	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۸۴
۹۳	جواب سوال ہشتم	۸۵	ارتداد و ازواج کی صورتیں حضورؐ پر ارتداد	۸۵
۹۶	امام حسنؑ نے خاٹت خونِ مسلمین کے لیے	۸۶	نزولِ آیتِ تغیر پر صدیقہ و حفصہؓ نے	۸۶
۹۷	صلح کی ورنہ آپؐ کے لاکھوں جاں نثار تھے	۸۷	آخوت و رسولؐ کو اختیار کر لیا تھا	۸۷
۹۸	حضرت امام حسینؑ نے نامرد و مددگار نہ	۸۸	واقعہ ایلاء و تغیر کے بعد خدا کا حکم کہ انہی	۸۸
۹۳	(برعکس قوم شیعہ)	۸۹	ازواج کو رکھ کر فی تبدیلی نہ کرو	۸۹
۹۸	امیر معاویہ کی خلافت امام حسنؑ کے	۸۸	آپؐ نے ازواج کو عمر بھر رکھا لہذا وہ طہارت	۸۸
۷۹	نزدیک جائز تھی	۸۹	عتابِ خداوندی ہر جگہ محل طعن نہیں کیونکہ	۸۹

صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر
۹۹	حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے، خواہ اچھا ہو یا بُرا	۱۰۸	اہل بیت و ازواج مطہرات پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا	۱۰۱
۱۰۰	امام حسنؓ کی خلافت خلافت نبوت تھی	۱۰۹	بندگانِ خاص کی معمولی زلت پر فروری تنبیہ ہوتی ہے اور اہل ابواء کو وٹھیل دی جاتی ہے	۱۰۲
۱۰۱	انتقادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے	۱۱۰	اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد	۱۰۳
۱۰۲	تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا	۱۱۱	تمسک اور تخلف کی ایک علمی بحث	۱۰۴
۱۰۳	یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے روکیا عوام کا اعتبار نہیں۔	۱۱۲	ایک نکتہ	۱۰۵
۱۰۴	سوال نہم	۱۱۳	شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے	۱۰۶
۱۰۵	جواب سوال نہم	۱۱۴	شیعہ اور حضرت عباسؓ	۱۰۷
۱۰۶	چند آیات اور احادیث کے معانی	۱۱۵	بناتِ طیبات اور قرآن	۱۰۸
۱۰۷	حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں	۱۱۶	اکثر اولادِ حسنینؓ کو شیعہ نہیں مانتے	۱۰۹
۱۰۸	ازہ لجنون کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے	۱۱۷	آیۃ تطہیر ازواج مطہرات کے حق میں اتری	۱۱۰
۱۰۹	ہذیان کا بہتان	۱۱۸	شیعہ تمام صحابہؓ کو مرتد جانتے ہیں	۱۱۱
۱۱۰	سوال دہم	۱۱۹	بعض شبہات اور ان کا جواب	۱۱۲
۱۱۱	جواب سوال دہم	۱۲۰	خاتمہ کتاب	۱۱۳

تمت



اعتذار از ناشر

زیر نظر کتاب ہدایت الشیعہ کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری بلکہ بے ادبی ہے کیوں کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ ہیں اور ان کا نام نامی اس کے مستند ہونے کی پوری ضمانت ہے۔

در اصل یہ کتاب شیعہ حضرات کی طرف سے کئے گئے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا مسکت جواب ہے جس کو اگر منظر انصاف پر ملاحظہ جائے تو شیعہ دوستی اختلاف ختم ہو سکتا ہے (جس کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے) یہ کتاب تقریباً ۲۸۵ ص کی تصنیف ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے لیکن اُس وقت کی طباعت میں پیرا گراف اور عنوانات نہیں تھے جس کی وجہ سے استفادہ مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا اسلم صاحب سابق خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹر کراچی کو انھوں نے پوری کتاب میں پیرا گراف اور عنوانات اس خوبی سے لگائے کہ کتاب کے سارے مضامین فہرست کے آئینے میں نظر آنے لگے اور کتاب کی ذاتی جاذبیت نمایاں ہو گئی نیز مولانا موصوف نے اس بات کی بھی پوری کوشش فرمائی کہ جناب مصنف کی اصل عبارت میں ادنیٰ تصرف بھی نہ کیا جائے۔

عنوانات صرف اصل مضمون کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں اور پوری کتاب کی اصل عبارت جوں کی توں ہے۔ یہ فہرست مضامین والا ایڈیشن مولانا اسلم صاحب نے تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے مکتبہ حقانیہ سے شائع کیا تھا لیکن اب عرصہ سے نایاب تھا اس لیے اس کو عکسی طباعت کے ذریعے اب دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول و منظور فرمائے آمین۔ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بندۃ محمد رضی عثمانی

۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء



دیسکاچہ

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذين
 كفروا بربهم يعدونهم والصلوة والسلام على من هداانا الى الصراط
 المستقيمهم وحذرنا وبصرنا سوء عواقب البدع والاهواء والشرو ثم الذين
 ظلموا عن الصراط لنا يكون لهمو على آله واصحابه الذين بذلوا اموالهم انفسهم
 في اعلاء كلمة الحق وترويح الدين المتينهم وفازوا ووسعوا وادرجات القرب
 والحضور ولو عن عليهم الا نامل الذين هم في غياوتهم من ان الله بهم
 اما بعد، بنده عاجز نابود ابو محمود كتب فروش عفا عنه الرب المعبود کہ کچھ خنداں
 علم نہیں رکھتا، مگر صحبت علماء اہل حق سے بہرہ ور رہا ہے، اور مکائد اہل باطل شیعہ سے
 بخوبی واقف ہوا عرض کرتا ہے کہ دریں ایام ایک رسالہ متضمن دس سوالات مفہوت شیعہ
 نظر سے گذرا کہ مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوسل الملکی
 بجاتا ہے۔ اور انہی اعتراضات قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو
 سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کروں اور یہ ایک دھوکہ عوام اہل سنت کو دیتا ہے کیونکہ
 اس کے اسلاف صد بار سکت ہوئے تو کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شوشہ ہے جانتا ہے
 کہ علمائے اہل سنت اپنی منکر معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آدے گا نہ آپ کو
 روزِ سیاہ مناظرہ نظر آئے گا، نہ نوبت ترک مذہب کی پہنچے گی۔

اگر آپ کو ایسا شوق مناظرہ ہے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ آپ سہارنپور تشریف
 لائیں علماء تو ایک طرف یہ عاجز ہی آپ سے نمٹ لے گا۔ مگر کیا تعجب کہ آپ ثالثی نصاریٰ

اور ہندو پر عقد مجلس مناظرہ کرتے ہیں اور ان دونوں گروہوں کا حال بخوبی واضح ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں کیا کیا خرافات اور محالات ہیں۔ پھر جن کی رائے اور فہم کا حال اپنے دین میں یہ کچھ ہو غیر مذہب کو کیا سمجھیں گے؟ مگر بقول کل شئیٰ یرجع الی اصلہ شاید آپ کو ان کی راہ و رسم کچھ پسند آئی ہے۔ خیر غرض یہ سب آپ کے افسانہ ایک زمانہ سازی عوام کا بہکانا ہے ورنہ علمائے شیعہ سے بقول آپ کے (سوائے) کاغذ سیاہ کیے اور کیا کبھی ہو سکا ہے؟ یہ کتب مناظرہ تحریری موجود ہیں، اگر تم میں سے کسی کو فہم و فراست صحیح ہو تو دیکھو۔

اور معرکہ میں علماء تو ایک طرف کبھی عوام سے بھی آپ لوگوں نے میدان پایا ہے جواب آپ حوصلہ کرتے ہیں؟ مولوی حائرسین لکھنوی بابر دعویٰ علم کہ عالم ملک و ملکوت میں بزرگم شیعہ نظیر نہیں رکھتے، میرٹھ میں باوصف اصرار و تکرار خاص عام مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دوام فیوضہ کے مقابلہ میں نہ آئے اور گھر سے باہر نہ نکلے اور خلوت میں بھی مولانا نے شیعہ مخلص بن کر باب فک میں پوچھا تو دم بچا کر اٹھ کھڑے ہوئے البتہ اب آپ کچھ کیتاے و درال اپنے قدماء سے بھی بڑھ کر ہوئے ہوں گے جو یہ دعوائے لا حاصل ہے۔ سو آپ تشریف لائیں اور میدان مناظرہ دیکھیں۔ مگر آپ کی تحریر سے آپ کا علم و فضل معلوم و مفہوم نہیں ہوتا۔ نہ معلوم کہ کس قیامت پر یہ زور و شور ہے شاید مناظرہ کے لیے کچھ دم محفوظ کر رکھا ہوگا۔ خیر یہ جواب تو آپ کے اشتہار کا ہے۔ اب جواب سوالات کا بہ نہایت اختصار لکھتا ہوں۔ اور آپ کے کلام لائق کا جواب یکسر ترک کرتا ہوں، الا ماشاء اللہ کہ آپ کی گستاخی تحریر پر کچھ لکھا جائے سو فوجائے جزاء سیئۃ سیئۃ وثلثا محل حسن پر حمل کیا جاوے، ورنہ حتی الامکان وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوا اَعْمَلْنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِ الْجَاهِلِیْنَہٗ پر عمل ہوگا۔ وَ سَمِیْتُهُ بِهِدَایَةِ الشَّیْعَةِ وَاللّٰہُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ



اشتہار ضروری

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے یہ حقیر محمد ہادی ابن مرزا علی صالح با شذہ مکھنہ تمامی علماء اہل سنت کی خدمت میں یہ کہ اکثر سماعت میں آیا ہے کہ آپ حضرات جب کہیں منعفاۓ شیعہ کو تنہا پاتے ہیں تو انواع و اقسام کے دلائل اپنے مذہب کی حقیقت کے اور فضائل محاربان اور مخالفان پیغمبر کی عمرت کے بیان فرما کر نہایت افتخار فرماتے ہیں گویا در پردہ علماء امامیہ کو پھیرتے ہیں اگر ادھر سے جواب نہ دیا جائے تو اور اپنے دعوے پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ مولوی میر سید حسن کامل نے میرزا میر خاں صاحب کے ناحق بحث شروع کی اور گفتگو یہاں تک برپا ہو گئی کہ فرمایا کیا ہوا جناب فاطمہؑ ناخوش ہو گئیں۔ اور اسی طرح میر حامد حسین صاحب کے کلمات ناشائستہ شان اہل بیت میں اور سخنان ناشائستہ علمائے امامیہ کے حق میں سنائے اور مظفر حسین ناظر ایڈیشنل جج ساکن محلہ اسلام پور نے خادم حسن کو پریشان کیا۔ قطع نظر اس کے صدر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ پیغمبر خدا شیعہ تھے یا سنی؟ اور دو چار مہینہ کے عرصہ میں مقام ٹکاری سے وودو قطع کر کے سوالات آئے جن کے لیے دو سالے لکھنے کا اتفاق ہوا اور چار سوال ایک دفعہ اور ایک صاحب نے حاجی بکائی صاحب کی معرفت بھیجے تھے کہ میں نے ان کا جواب ”تنبیہ السائل“ لکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ میں ان کی اچھی طرح تسکین کر دوں، مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے نہ کتاب فریقین دیکھتے ہیں نہ تحقیق کا شوق ہے، بعض تو سنی سنائی اور بہت تحفہ کے سوالات سے ایک دو سوال جن کا جواب

۱۵ یہ اشتہار جو شیعہ حضرات کی طرف سے ہے اصل کتاب میں کتاب کے آخر میں درج تھا لیکن اب ناظرین کی سہولت کے لیے دیباچہ کے بعد اور اصل کتاب کے پہلے درج کیا جاتا ہے ۱۲ (ناشر)
۱۶ یہ اشتہار حضرات شیعہ کی طرف سے ہے جس کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے ۱۲ (ناشر)

صد ہا طریق سے ہو چکا ہے تفریغاً لکھ بھیجتے ہیں، اور یہاں ان کے جواب میں تنخے کے تنخے سیاہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگر جواب ان کے پاس جاتا ہے تو اس کو دیکھتے تک نہیں، اور نہ قائل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کہاں تک کاغذ سیاہ کیا جائے اور کب تک جواب تحریر کیا جائے۔ جب وہ خود پھیر پڑتے ہیں اور واقعی سمجھتے ہیں اور تسکین کے طالب ہیں تو مجھے بھی ضرور ہوا کہ اس طرح ان کی تسکین کر دوں کہ جمیع علمائے اہل سنت کو اطلاع دوں کہ تحریر تو صد ہا برس سے ہوتی آئی ہے اب تقریر سے صفائی ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے، اگر آپ لوگ اپنے دعوے پر صادق اور اپنی سمجھ پر وثاق ہیں تو ایک کام کیجئے کہ ایک قرار نامہ کامل پر جبری کروا کر چار ثالث دو انگریز اور دو ہندو ذی علم و ذی فہم مقرر کر کے باہم مباحثہ کریں، جو اپنے مذہب کی حقیقت اور ناجی ہونا اپنا دوسرے کی کتاب سے ثابت کر دے وہ حق پر ہے پھر دوسرا ایمان لانے میں حجت و تکرار نہ کرے، اور خرچ ٹالٹوں اور انجمن کا وہی دے اور جو اس سے نکل جاوے تو پھر اپنے مذہب کی حقیقت کو اپنی صحبت کیا دل میں بھی خیال نہ کرے۔ چنانچہ میں نے ٹکاری کے سوالات کے جواب میں بھی پہلے جھگڑا چکانے کو یہی درخواست کی تھی کہ ایک سے ہزار تک ان شرائط پر موجود ہوں، اور جو لوگ ضعیف شیعہ کو پھیر پڑتے ہیں وہ میرے سامنے آئیں اور دیکھیں معجزات ائمہ اثنا عشر کو اور حقیقت عترت پیغمبر کو واللہ التوفیق ولس قطعہ

ہر ایک طرح پر پو بارہ اپنے ہوئے، ہم اللہ والوں سے چھکے چھٹے
اوڑا کر سر زور تاریخ لکھ دو خمسہ سوالوں سے چھکے چھٹے

فقط تحریر ہشتم ماہ جمادی الآخر روز شنبہ قریب نصف النہار ۱۲۸۵ھ سمت اختتام

پذیر رفت۔



بقیہ اشتہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله خالق الشمس والقمر وصلى الله على حبيبه وعلى آله خير البشر سيما وصيه وخليفته على بن ابى طالب قاطع باب خير والسلام على اصحابه الذين لم يتخلفوا عن ثقل الاصغر والاكبر۔

اما بعد، عرض کرتا ہوں کہ بندہ اصغر خداوند اکبر محمد با دی بن مرزا علی صالح باشندہ لکھنؤ کہ جمادی الآخر کی اول تاریخ سے تار و زعید قربان برابر ہر سال مظفر پور میں ضرور ہوتا ہوں، کہ جناب نواب سید محمد تقی خاں صاحب بہادر و ام اقبالہ کا ملازم ہو، اشتہار سے واضح ہوا ہوگا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت سے طلب مناظرہ کیا ہے، معہ اقرار نامہ اختیار مذکور اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کا جی چاہے شرائط مندرجہ اشتہار کا عامل ہو کر تشریف از دلی فرمائے اور صغنائے اہل سنت کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ مروین میں جس کو شک ہو وہ بے تکلف تشریف لائے، انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ ان کے مزاج مبارک کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا اور آیات قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کتب اہل سنت سے نکال کر ان کا کحل البصر دور کر دوں گا انشاء اللہ المستعان تاکہ حق کو بے نقاب دیکھ لیں۔ اے مسلمانوں! جانو کہ دریافت حق زندگی میں واجب ہے سفر آخرت کا سامان ہوا تو کچھ مفید نہیں نہ عذر طریقہ آسانی سنا جاوے گا، نہ تقلید علماء کام آئے گی، پس خدا نے عقل دی ہے اور غافل نہ رہو کہ اہل امت کلمہ گو میں تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا، کس لیے کہ آنحضرت کا قول لغو نہیں ہے اور بغیر اس فرقہ ناجی کے اختیار کئے سب عبادت

۵۔ یہ عبارت اصل اشتہار کی عبارت کی اشاعت کے بعد مصنف اشتہار یعنی مرزا محمد با دی شیعہ نے تصدیقاً تحریر کی ہوگی جس کو بقیہ اشتہار کا عنوان دیا گیا ہے (ناشر)

بیکار ہے، کیوں کہ اگر فقط عبادت سے نجات ہوتی تو پھر نجات کو عبادت ہی کی قید کافی تھی اب آؤ ہم تمہیں راہ ہدایت دکھائیں، اگر حق پہچان گئے نہو المراد۔ اور اگر شک ہے تو اپنے علماء سے تسکین چاہو، اگر وہ تمہاری کتب سے تسکین کر دیں تو بھلا ہم ہی تمہاری بدولت ہدایت پائیں یہ احسان ہوگا کہ باطل کو چھوڑ کر راہ پر آجائیں گے ورنہ آپ لوگوں کو ملت پیغمبر ملے گی اور تمسک ثقلین سے ہوگا۔ یعنی کتا اللہ اور عترت رسول اللہ سے کہ بغیر اطاعت ثقلین نجات محال ہے۔ پس اب تشریف لانے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے، فسمیتہ بداعی المسلمین الی الحق والیقین واللہ الہادی والمعین وبہ نستعینہ پس چند سوال کہ جاوہ حق دکھانے والے میں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کے وسیلہ سے آپ لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوں کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھیں پھر مجھے سرفراز کریں تاکہ میں سرمہ حق ہیں آپ کی چشم حق جو میں لگاؤں (مضمون اشتہار از شیعہ تمام شد)



مقدمہ

تقیہ کی بے بنیادی

شیعیت کی دعوت ناجائز ہے | اول قبل جواب یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ ضغفائے اہل سنت کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور رغبت دلاتے ہیں سو خیر کوئی شامت کا مارا سستی آپ کے فریب میں آدے یا نہ آدے گا، مگر آپ تو اس دعوت کرنے سے خود مخالف معصوم ہو کر فاسق بن گئے کیوں کہ آپ کے مذہب میں بقول امام محمد جعفر صادقؑ دعوت غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں حرام ہے کلینی کی روایت ہے کہ

قَالَ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرٌ كُتُوبُ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى
أَمْرِ كُمْ هَذَا۔

(ترجمہ) ”بازرہو لوگوں سے اودمت بلاؤ اپنے امر مذہب کی طرف کسی کو۔“
سو فرمائیے کہ اس دعوت حرام کا کرنے والا کون ہوا؟ اور پھر اس کو جو حلال جانے اور تقرب پہچانے تو وہ بحسب عقائد شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟
تقیہ اور امام جعفر صادقؑ اور اگر عذر کر دے کہ یہ حضرت امام نے بطور تقیہ فرمایا ہے تو یہ عذر بالکل بے ہودہ ہے کیوں کہ حضرت امام جعفرؑ کو تقیہ ہرگز درست نہیں تھا۔ چنانچہ کلینی وصیت نامہ بخاریں وصیت امام جعفرؑ کی یوں روایت کرتا ہے کہ:

حَدَّثَ النَّاسَ وَأَفْتَاهُمْ وَلَا تَخَافَنَّ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَالنَّاسَ عُلُومُ أَهْلِ
بَيْتِكَ وَصَدِّقُ آبَائِكَ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكَ فِي حِرْزٍ وَأَمَانٍ۔

(ترجمہ) ”حدیث بیان کر لوگوں سے، اور فتویٰ دے ان کو، اودمت ہرگز خوف کر

کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور منتشر علوم اہل بیت اپنے کا، اور تصدیق کر اپنے باپ
دادوں صالحین کی، پس بیشک تو پناہ دامن میں ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے:-

قُلِ الْحَقُّ فِي الْإِيمَانِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشِ إِلَّا اللَّهَ-

(ترجمہ) ”کہہ سچے بات امن اور خوف میں اور مت ڈر سوائے اللہ کے کسی سے۔“

اور مع ہذا بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ قول حضرت کا اپنے خواص کو تھا اگر
حضرت خواص سے بھی تقیہ کرتے تھے تو آپ کی ساری روایات غیر معتبر واجب التکرار ہوئیں، اور
بنائے مذہب شیعہ ہی منقطع ہو گئیں۔

تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم | اب جو ذکر تقیہ کا آیا تو کچھ مختصر بطور تہید کے لکھتا ہوں
کہ سب جوابات میں کام آوے گا۔ علما نے شیعہ کو تقیہ کی آڑ نہایت عمدہ ملی ہے۔ اس ذریعہ سے
اپنے مذہب کو تمام رکھا ہے اور تقیہ کو اول تو ائمہ پر واجب کر رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ
نہایت چرپوز عذر ہے۔ کیوں کہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ
اظہار اسلام و اظہار حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں، سوچا بیٹے کہ معاذ اللہ حسب
قاعدہ اہل تشیع خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہو دیں کہ تیرہ سال تک مکہ میں کس قدر خورد
جفا اٹھائی، اور کبھی کفار کے ساتھ بتقیہ موافقت نہ کی۔ اگرچہ یہاں گنجائش تحریر بہت ہے مگر بہ
نظر اختصار مختصر کلام ہے۔ عاقل کو یہی بس ہے اور علی ہذا حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا
مشہور ہے کہ جان و آبرو سب دی، مگر تقیہ نہ کیا۔ سودہ بھی شیعہ کے نزدیک حرام موت
مرے معاذ اللہ۔

تقیہ اور قرآن مجید | اور خود حق تعالیٰ قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پر داخہ شیعہ کو
حرام فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ كُلًّا مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا
قَالُوا لَكَ مَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا -

(ترجمہ) ”بے شک وہ لوگ کہ قبضہ ارض کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے
تھے وہ اپنی جانوں پر (یعنی ظالمین مسلمان نہیں ہوئے تھے بخوف کفار منہ) تو کہا فرشتوں
نے تم کس حال میں تھے، کہا انھوں نے ضعیف تھے دنیا میں کمزور کہا فرشتوں نے کیا
اللہ کی زمین میں گنجائش نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جلتے ہو اس سے کہیں اور؟ پس وہ لوگ ٹھکانا
اُن کا جہنم ہے اور بُرا ہے ٹھکانا“

اور یہی بات ہے کہ ائمہ کوئی بڑھیا عورت یا بوڑھے مرد ہپ ہپ کرتے نہیں تھے
اور نہ سچے معصوم کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا ان کو محال تھا تا معذور ہوتے۔ لہذا اس آیت کے
بعد جو دوسری آیت مذکور ہے۔ ائمہ کے حق میں اس سے رخصت نہیں نکل سکتی۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
مَسْتَهْمُوا أَلْبَاسًا وَالضَّرَآءُ وَزُلُوفًا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ أَزَا نَا نَصْرُ اللَّهِ قَرِيبٌ -

(ترجمہ) ”کیا گمان کیا تم نے کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں
کے کہ لگی ان کو تکالیف اور مشقتیں، اور ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کہہ پڑے رسول اور
اس کے ساتھ مومن کب آدے گی نصرت اللہ کی، ہوشیار ہو جاؤ کہ نصرت اللہ کی قریب آتی ہے“

اور سنا تا ہے :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الصَّابِرِينَ -

(ترجمہ) ”کیا گمان کرتے ہو تم، کہ جنت میں جاؤ گے تم؟ اور نہ ظالمین جان لے مجاہد کو تم میں سے

اللہ اور ظاہرِ جان لے صابروں کو۔

سوائے اس کے بہت آیات ہیں، اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر شخص کے پاس موجود ہے دیکھ لیوے۔ مومن کو تو یہی تین آیات بس ہیں۔

تقیہ اور حضرت علی | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:-

إِنِّي وَاللَّهِ لَوَلَيْتُهُمْ وَاحِدًا وَهُمْ طَلَاعِ الْأَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالِيَتْ لَا اسْتَوْجَشْتُ
(ترجمہ) ”میں بیشک قسم اللہ کی اگر ملوں میں ان لوگوں سے تنہا اور وہ بھری ہوئی زمین کے
قدر ہوں تو کچھ پرواہ نہ کروں اور وحشت نہ کروں۔

اور بحسب المناقب میں ہے کہ:-

خَطَبَهُمُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ صَرَفْنَا كَمَّ عَمَّا تَعْرِفُونَ إِلَى مَا تُشْكُرُونَ مَا
كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ قَالَ فَسَكَتُوا. قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثًا فَقَامَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِذَا كُنَّا
نَسْتَيْبُكَ فَإِنْ ثُبَّتْ قَبْلُنَا كَقَالَ وَإِنْ لَمْ آتُبْ قَالَ إِذَا انْفِرْ بِالَّذِي
فِيهِ عَيْنَاكَ.

(ترجمہ) ”خطبہ پر لھا حضرت عمرؓ نے پس کہا کہ اگر میں پھیر دوں تم کو امر معروف اور نہی
امر منکر کی طرف تو تم کیا کرو۔ کہا راوی نے کہ سب چپ رہے حضرت عمرؓ نے تین بار تکرار
کیا اس اپنے قول کو، سوٹلی کھڑے ہوئے اور کہا کہ اب تجھ سے تو یہ پس ہم اگر توبہ کرے
تو ہم تجھ کو قبول رکھیں۔ کہا عمرؓ نے اگر میں توبہ نہ کروں؟ کہا علیؓ نے کہ پھر اب میں
ہم اس کو جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر سچھ لٹویں منہ۔

اب ذرا شیعہ انصاف کریں کہ ایسا شخص جو سارے عالم سے نہ گھبراوے (اور حضرت

عمرؓ کو مجمع عام میں کہ وہ سب کے سب بزرگ شیعہ اعداء حضرت امیرؓ تھے کیسا جواب دیا) تقیہ
کر سکتا ہے؟ اور تقیہ اس کی شان میں کسی عاقل کا کام ہے کہ تجویز کرے؟ معاذ اللہ۔ اور
اس قسم کی روایات کتب معتبرہ شیعہ میں بہت ہیں۔ بخوف اطناب تک کی ہیں۔ اگر شیعہ مومن ہیں اور

اپنی کتابوں کو صحیح جانتے ہیں تو یہی دور روایات کافی ہیں۔

ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی | تھوڑی سی بات ہے کہ تقیہ اگر کوئی کرتا ہے تو محل

خوف میں کرتا ہے سو ائمہ کہ اپنی موت و حیات پر قادر ہیں چنانچہ کلینی نے اس بات کو بہت

عمرہ روایات سے ثابت کیا ہے اور سب علماء شیعہ اس پر متفق ہیں، اُن کو کس کا خوف ہو سکتا ہے اور

ان کو کیا وجہ اور ضرورت تقیہ کی پڑتی ہے۔ ہاں معاذ اللہ خط نفسانی اور تر قلمہ کھانے کے لیے اور بے

جمیتی پر کمر باندھنے کو اور دین میں سُستی اور مدامت اور امر شرعیہ میں کرنے کو اگر شیعہ تجویز کریں

تو کچھ گرا نہیں، ورنہ انبیاء اور ائمہ جو راجح دین اسلام اور اظہار دین اور قمع کفر و بدعت کے لیے

مبعوث ہوتے ہیں ان سے کیوں کر یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ساری عمر قہار کے ہم پیار و ہم نوالہ،

تا بعد از، فرمانبردار، مدح خواں بنے رہیں اور صلوٰۃ و جہاد کے شریک اور گاہے حق زباں پر

نہ لائیں، اور نہ کہیں دوسرے ملک میں نکل کر اپنے کام کو جاری کریں۔

تقیہ اور سیرت انبیاء و مؤمنین | سیرت رسل میں حق تعالیٰ فرماتا ہے،

لَيُخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ - ”ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور کسی سے نہیں ڈرتے سوا خدا“۔

بلکہ مؤمنین کی شان میں فرماتا ہے:- ”يُحَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِحٍ“۔

(ترجمہ) جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور نہیں ڈرتے کسی ملامت کرنے والے سے۔

اب کہو کہ اہل تقیہ شیعہ میں یہ صفت کہاں ہے۔ بلکہ وہ تو برعکس خوف ملامت سے بزدلی

کرتے ہیں۔ اور سوا خدا کے سب ڈرتے ہیں۔ بلکہ خدا سے بھی بس نہیں ڈرتے کہ اگر تبلیغ احکام

میں مدامت ہوئی تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔

الحمد للہ کہ اقوال ثقلین (کتاب و سنت) سے تقیہ مصطلح شیعہ کی جڑ اُکھڑ گئی۔ اگر اب

بھی شیعہ نہ انہیں اور حضرات ائمہ کہ جہان، بے غیرت اور نفس پرور ٹھہرائیں خدا ان کو سمجھے بس

اور زیادہ کیا لکھوں۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

سوال اول

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کل صحابہ کو بُرا جانتے ہیں اور ہم سب تکمل صحابہ کو نیک اور عادل جانتے ہیں، اگر یہ سچ ہے تو کوئی سند لاؤ کس لیے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ اصحاب کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو صحبت پیغمبر خدا میں پہنچا وہ اصحاب ہے۔ دوسری تعریف خاص ہے کہ جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پر دنیا سے گیا اور قرآن شریف میں بھی جیسے اصحاب کی تعریف ایمان اور عمل صالح پر آئی ہے ویسے ہی مذمت کفر و نفاق و ارتداد پر آئی ہے اور اسی طرح حضرت کے دین سے اُن کے پھر جانے کی بھی جزا ہے، چنانچہ ارشادِ رسولِ خدا بھی یہی ہے۔ اور اس کے راوی آپ کے عالم مشہور شاہ عبدالحق دہلوی اور اخطب خوارزم ہیں کہ آنحضرتؐ نے رو کے فرمایا کہ اے علی لوگوں کے دلوں میں تیری عداوت ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے، اُن پر لعنت کرے گا خدا اور ملائکہ اور جن و انس۔

اور جمع بین الصحیحین میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو میرے اصحاب کے ایک گروہ کو ملائکہ جہنم کو لیے جاتے ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا تو خدا فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد کیا حادثے برپا کئے، مُرتد ہو گئے بعد ترے۔

اور ایسے ہی بلکہ اس سے واضح تر حدیثیں آپ کی کتب میں بہت ہیں۔ پس جب تعریف سے ارشادِ خدا اور رسولؐ سے ثابت ہوا کہ اصحاب آنحضرتؐ کے مومن اور منافق دونوں

تھے پس مکہ کو بُرا جاننے والائے اسلام سے باہر ہے، اور قرآن کا منکر ہے اور کل کو اچھا جاننے وہ بھی قرآن کا منکر ہے۔ پس دیکھو تو کہ شیعہ نے تو تمسکِ ثقلین اچھے بُرے میں خوب تمیز کر لی، یعنی جسے عترت نے بُرا کہا اُسے بُرا کہتے ہیں، اور جسے جھوٹا کہا اسے جھوٹا جانتے ہیں اور جسے اچھا کہا اسے اچھا جانتے ہیں۔ اور اب بھی جس نے اہل بیت سے محبت کی اسے مومن جانا، اور جس نے عداوت کی اسے منافق۔ اس پر بھی ہم احادیثِ رسول خداؐ سند رکھتے ہیں آپ ہی کی کتب سے مگر آپ تو فرمائیے آپ جو یہ منستوی عام دیتے ہیں کہ کل صحابہ عادل ہیں، سو ظن کسی اصحاب سے نہیں کہ ناچاہیئے کہ ظنِ بد کہ ناکفر ہے۔ پس عجب حیرت کا مقام ہے کہ خدا تو ان کے کفر و نفاق کی گواہی دے اور آپ اس کو نہ مانیں اور ظنِ بد کو جانبِ کل صحابہ کفر کریں۔ پس یہ حکم آپ کا مخالفت قرآن ہے یا نہیں اور یہ کفر ہو یا اسلام؟

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم بھی بناء بر تعریف خاص کے انھیں صحابہ کو جو اطاعتِ عترت میں تھے دوست رکھتے ہیں اور بُرے اصحاب کو ہم بھی بُرا جانتے ہیں تو پوچھو کہ بُرے اصحاب سے شیعہ کو آگاہی فرمائیے کس لیے کہ جنھوں نے مع اہل بیت گھر جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو آئے اور اس واقعہ پر ہم بیس کتابیں آپ کی گواہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ جو رطے حتیٰ کہ مٹاؤ بھی آپ کے نزدیک معافی مجتہدوں میں ہے۔ یہ سب تو آپ کی تجویز میں دوستانہ خاص اہل بیت و عترت پیغمبرؐ ہیں وہ دشمن کون تھے؟ جن کی خبر خدا تعالیٰ اور رسولؐ نے دی ہے اور پوچھو کہ جب ان امور مذکورہ بالا پر لوگ مومن اور دوست ٹھہرے تو شیعہ بیچارے کیوں کافر ہو گئے کہ ان کا قول کیا تکذیبِ عترت اور ان کے حکم قتل سے زیادہ ہے؟

اس کا جواب دو۔



جواب سوال اول

مہاجرین انصار کا ایمان اور قرآن | لاریب اہل سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باسلام خدمت
میرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور با بیان انتقال کیا۔ اور مرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی
نہیں کہتے مگر شیعہ کہتے ہیں کہ ایسے صحابی جس کو سائل معنی خاص کر تعبیر کرتا ہے چار پانچ شخص
تھے۔ اور سوا ان اشخاص کے سب مہاجرین اور انصار صحابی بایں معنی نہیں تھے، بلکہ یا از سر نو مسلمان
نہیں ہوئے تھے منافق تھے، یا بعد وفات حضرت کے مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ اور دعویٰ
شیعہ کا بالکل مردود ہے ثقلین اس کو رد کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیث ائمہ شیعہ
سے ان سب کا صحابی عادل ہونا ثابت ہے اور جو بعض ان میں سے محارب حضرت امیر تھے
عین حالت حرب میں بھی وہ بقول حضرت امیرؓ مسلمان تھے۔

اب سنو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

(ترجمہ) اور سب سابقین اولین مہاجرین و انصار، اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے نیکی
کے ساتھ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی، اور تیار کیا ہے اللہ نے ان کے
واسطے جنات، بہتی نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ کو یہ بڑی مراد پاتا۔

آیت میں الف لام کی وجہ | اور شیعہ کو معلوم ہے کہ الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا
سے عموم و استغراق ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین اور انصار کو بشارت

اپنی رضا مندی اور جنت کی دیتا ہے ابد الابد کو اور حق تعالیٰ علام مافی الصدور اور ازل سے ابد تک کا عالم جب یوں فرما دے تو اب نفاق یا ارتداد و مہاجرین و انصار کا کیوں کراختال ہو سکتا ہے اور صحابی اور عادل ہونا ان کا اور مقبول و مقرب ہونا کالشمس فی نصف النهار ثابت ہو گیا، اب اُن پر دعویٰ نفاق و ارتداد کا تکذیب خدا تعالیٰ اور رسولؐ کی ہے اور اپنا ایمان کھونا۔

بدروعدے میں نہیں ہوتا | یہاں شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اور جو اس قسم کی آیات میں ان میں بدروہا ہے۔ سو یہ بات نہایت حماقت کی ہے کیونکہ بدروعدے میں نہیں ہو سکتا کہ تخلف وعدہ اور کذب حق تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ سو عذر بدتر از گناہ ہوا مگر حقیقت ہے کہ شیعہ کو اپنی بات کی بیج میں کچھ پردہ نہیں۔ کوئی آیت الحاقی نہیں، ورنہ | یا اس آیت پر شیعہ یوں کہیں کہ یہ آیت الحاقی ہے کہ جامع وعدہ حفاظت غلط رہے گا | قرآن نے بڑھادی، سو اس شبہ و اہی کا بھی حق تعالیٰ نے خود جواب فرمادیا کہ :- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

(ترجمہ) ”تحقیق ہم نے ہی نازل کیا قرآن کو اور بیشک ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔“ سو جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ ذمہ دار ہو اس میں کوئی الحاق و تحریف و نقصان کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر عقل ہو تو یہ بات بہت ظاہر ہے۔

حفاظت قرآن کا مفہوم | اور یہ عذر شیعہ کا کہ محافظت لوح محفوظ میں مراد ہے، تو سخت بوالعجبی ہے کیوں کہ شاید تورات اور انجیل کی تحریف لوح محفوظ میں پہلے ہوئی ہوگی جو حق تعالیٰ اس کتاب میں اس کے عدم وقوع کا ذمہ کش ہوتا ہے۔ شاید شیعہ کے نزدیک کچھ تصرف اہل کتاب کا لوح محفوظ تک پہنچ سکتا ہوگا۔ معاذ اللہ۔ تو اب خدائے عالم کیا ہوا؟ عاجز ترین مخلوق ٹھہرا مگر اس تصرف و اہی پر یہ استعجاب اہل سنت کو ہے ”شیعہ اہل عدل“ پر کہ حق تعالیٰ کے ذمہ پر لطف کو واجب کرتے ہیں تو یہ بات لازم ہی ہے۔ خیر اس مسئلے کو ہم نہیں چھیڑتے

علمائے شیعہ خود عاقل ہیں تو سمجھ لیں گے۔ الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین و انصار کا جنتی ہونا اور اصحابی بمعنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا بتا رہا ہے۔

عقائد شیعہ اور تفسیر میں بے ربطی | ہاں اگر شیعہ یہاں بھی تفسیر پر حمل کریں تو ان سے بعید نہیں۔

کیونکہ جیسا صحابہؓ سے جناب ائمہ کہ علم ماکان و مایکون بھی رکھتے تھے، اور قادر اپنی موت و حیات پر تھے کسی کو ان کے ہلاک پر قدرت بھی نہیں تھی، اور اپنے اعداء کے اہلاک پر ان کو دسترس بھی تھی، پھر ساری عمر بخوف اعداء ظاہر میں اعداء کے ساتھ رہے۔ اور ان کے کچھ اپنا جان و مال و آبرو و ایمان و سلام نہ محفوظ ہو سکا تو حق تعالیٰ بھی باوصف صفات کمال اگر ایسے بدستور سے ڈرے اور ان کی خوشامد کرے تو ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ سے سوا اس کے کچھ نہیں ہی نہیں آئی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

دوسری آیت :-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ

(ترجمہ) البتہ راضی ہوا اللہ مؤمنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحت شجرہ، پس جانا جو کچھ اُن دل میں ہے، پس اتاری سکینہ اور رحمت اُن پر۔

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ تحت شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے یا کوئی اور لوگ تھے؟ اور آخر سورۃ تک دیکھو کہ کیا وعدے مغفرت اور نصرت کے اور صفات ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔ اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا مگر مؤمن کو ایک آیت کا حوالہ پس ہے، اور بدین کو سارا قرآن بھی سنانا عبرت ہے۔

انصار و مہاجرین کا ایمان | اور حضرت امیرؓ سے ”نہج البلاغہ“ میں مذکور ہے :-
اور حضرت علیؓ | لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمَا

أَرَى أَحَدًا مِنْكُمْ يَشَبَّهُهُمْ لَقَدْ كَانُوا لِيُضَاهَوْا شِعْرًا عَذْرًا - بَاتُوا سَجْدًا أَوْ قِيَامًا

يُرَآوْهُنَّ بَيْنَ جَبَاهِهِمْ وَأَقْدَامِهِمْ يَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَرَمِ مِنْ ذِكْرِ
مَعَاوِهِمْ. كَانَ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكْبٌ مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ كَمَلَتْ
أَعْيُنُهُمْ حَتَّى بَلَ جَبَاهُهُمْ وَمَا دُونَ الْكَمَا يُبِيدُ الشَّجَرُ فِي الْيَوْمِ الْعَاصِفِ
خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَبِ -

ترجمہ: ”البتہ دیکھا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پس نہیں دیکھتا تم میں
سے کسی کو کہ مشابہ ان کے ہو۔ البتہ وہ تھے کہ صبح کرتے پر انگڑے، غبار آلودہ، رات گزار
ہوئے سجدہ و قیام میں، نوبت بہ نوبت راحت پاتے تھے۔ پیشانی و قدموں میں ٹھہرتے تھے
گو یا چنگاری آگ پر ذکرِ آخرت سے اور گٹھے تھے مثل گھٹنوں کے نشان کے ان کی
آنکھوں کے وسط میں جب ذکرِ خدا ہوتا تھا بہتی تھیں آنکھیں ان کی یہاں تک کہ تر ہو جاتے
تھے چہرے ان کے ہلتے تھے مثل درخت کے تیز ہوا کے دن میں، خوفِ عقاب اور توقع
ثواب میں۔“

اور فرماتے ہیں:

لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْتَلُ آبَاؤُنَا وَأَبْنَاؤُنَا وَ
إِخْوَانُنَا وَأَعْمَامُنَا وَمَا نَزِيدُ بِذَلِكَ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا. فَلَمَّا رَأَى
اللَّهُ صِدْقَنَا أَنْزَلْنَا بَعْدُ وَنَا الْبَكْتِ وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا النُّصْرَةَ حَتَّى اسْتَقَرَّ
الْإِسْلَامُ الخ

ترجمہ: ”البتہ تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قتل کیے جاتے تھے
باپ اور بیٹے اور بھائی اور ماموں اور چچا بھائی اور نہیں بڑھتا تھا اس سے ہمارا مگر
ایمان و انقیاد سو جب دیکھا اللہ نے صدق ہمارا اتارا ہمارے دشمنوں پر خوار دی اور ہم پر
مدد کو، حتیٰ کہ مستقر ہو گیا اسلام۔“

۱۵ یعنی سجدہ سے تھکتے تو قیام کرتے اور قیام سے تھکتے تو سجدہ کرتے ۱۲

سبحان اللہ یہ حال دیکھو سب مہاجرین اور انصار کا تھا، یا آپ کے چار پانچ نفرا۔
 مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق کتاب خصال میں زبانی امام صادق کے ہے کہ:-
 كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَا عَشَرَ الْفَاشِكَيْنِ الْآفِ
 مِنَ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنَ غَيْرِ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنَ الطَّلَقَاءِ لَمْ يَرِ فِيهِمْ قَدَرِيٌّ
 وَلَا مَرْحِيٌّ وَلَا مُعْتَزَلِيٌّ وَلَا صَاحِبُ رَأْيٍ - وَكَانُوا يَتَكَلَّمُونَ اللَّيْلَ وَ
 يَقُولُونَ أَقْبِضْ رُوحًا قَبْلَ أَنْ تَأْكُلَ خَبْزَ الْخَمِيرِ -

(ترجمہ) ”تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور
 دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قدری اور
 مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے۔ رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الہی قبض کر لے
 ہماری روح پہلے خمیری روٹی کھانے سے۔“

اس روایت سے محقق ہو گیا کہ حضرت امیر مہاجرین و انصار کی تعریف میں فرماتے تھے جو
 اور نقل کیا گیا اور صاحب الفضول امام میر روایت کرتا ہے:

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام انه قال لجماعة خاضوا
 فی ابی بکر وعمر وعثمان - اَمَا تَحِبُّوُنِي؟ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ لَدَيْنَ
 اَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَامَوَالِهِمْ يَتَعَوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَ
 يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ قَالُوا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِينَ تَبُوُّ الدَّارَ
 وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحِبُّونَ مِنْ هَاجِرِ الْاِيْمَانِ؟ قَالُوا لَا - قَالَ اَمَا اَنْتُمْ فَقَدْ
 بَرِئْتُمْ اَنْ تَكُونُوا اَحَدَ هَذَيْنِ الْفَرِيقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْكُمْ لَسْتُمْ مِنْ قَالِ
 اللَّهُ وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اَعْتَقْنَا وَلَا خَوَانًا الَّذِينَ
 سَبَقُونَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ
 رَحِيمٌ -

(ترجمہ) امام ابو جعفر محمد بن باقرؑ نے منقول ہے کہ آپؑ فرمایا اس قوم کو کہ خوش کیا تھا انھوں نے شانِ ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نہیں کیا خبر نہیں دیتے تم مجھ کو؟ کہ تم مہاجرین ہیں مگر جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں کی تلاش میں تھے وہ فضل اللہ اور رضا مندی اس کی کے اور مدد کرتے تھے اللہ اور رسول اس کے کی۔ کہا انھوں نے نہیں فرمایا پھر ان لوگوں میں جو جنھوں نے ٹھکانا پکڑا اور مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے (یعنی مہاجرین سے) دوست رکھتے تھے مہاجرین سے اور انصار سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم نہیں ہو وہ لوگ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاؤا اللہ یعنی یہ کہ جو لوگ کہ آتے ہیں بعد ان کے کہتے ہوئے اے رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ سابق ہوئے ہم سے ایمان میں اور مت کر دلوں میں ہمارے گنہگاروں کا اے رب ہمارے البتہ تو عفو الرحیم ہے۔

اس حدیث سے صحتِ ایمان مہاجرین و انصار و خمینی ابو بکرؓ اور بُرائی کینہ داران ان کے کی معلوم ہر خاص و عام کو ہو گئی۔ اب عترت کے اقوال سے بھی عدالت اور قبولیت سب مہاجرین و انصار کی عند اللہ و عند الائمہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور اقوال دیگر ائمہ بخوفِ اطناب ترک کرتا ہوں۔ جنابِ سائل اور ان کے ہم مشرب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور عذرِ تقیہ زبان پر نہ لادیں کہ اول ہی اس عذر کو قطع کر چکا ہوں۔ سوالی سنت کو یہ حجت (شیعہ پر) کافی ہے۔

خطب کا قول حجت نہیں ہے | اور سائل جو ترجمہ حدیث کا بحوالہ شیخ عبدالحقؒ اور خطب

خوارزم نقل کرتا ہے یہ خطب تو زیدی، غالی، کذاب ہے۔ اس کے قول سے اہل سنت پر حجت لانی محلِ محب ہے۔ آپؑ نے اپنی ہی کتب سے کیوں نہ نقل کر دیا؟ جو جی چاہے تھا اور دعویٰ الزام وہی کا کتب اہل سنت ہے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہم بجز قرآن شریف اور روایاتِ آپؑ کی کتب کے ہرگز سند نہ دیں گے، اور شیخ کا جو نام لکھا ہے تو آپؑ نے یہ نہ لکھا کہ شیخ نے کس کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے تاکہ آپؑ کا صدق و کذب معلوم ہوتا۔ کتب اہل سنت میں بایں الفاظ کوئی حدیث نہیں۔ مگر مکاتیب شیعہ میں ہے کہ یہ عبارت کو تحریف کرتے ہیں یا معنی کچھ اور کہتے ہیں۔

اہل سنت اور حضرت علیؑ کا مقام ہماری کتب میں تو حدیث یوں ہے لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا

یُغِیْضُهُ مُؤْمِنٌ (ترجمہ) "نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق اور نہیں بغض کرتا علیؑ سے مؤمن، یا اس کے معنوں میں مثل اس کے سو سچے اللہ اصحاب رسول اللہؐ اور سب اہل سنت محبت علیؑ سے سینہ پر رکھتے ہیں چنانچہ کتب اہل سنت فضائل و معاد علیؑ سے پُر ہیں کسی پر مخفی نہیں۔ البتہ المیختہ (کہ یا خدا سے زیادہ بنادویں، یا نامردگی و بے عزتی میں پکا کر دیوں) اہل سنت نہیں رکھتے یا بایں شور و آشوری یا بایں بے نیکی۔ یہ حال روایات شیعہ کا ہے کہ بیان مظلومیت میں اس قدر گھٹا دیں کہ معاذ اللہ اور بیان فضائل میں اتنا بڑھا دیں کہ استغفر اللہ۔ سو روایات اپنی کتب کو دیکھ لو، تاکہ ہمارا صدق آپ پر روشن ہو جائے۔

ہرگز نہ ہوئے معزِ سخن سے آگاہ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

شیعہ کی مفروضہ حدیث اگر بالفرض بایں معنی ہی حدیث ثابت ہو جاوے تو پھر لفظ اصحاب اس میں کہاں ہے کہ آپ کو محلِ طعن ہو کیا سب لوگ بس صحابہ میں ہی منحصر ہو گئے ہیں؟ سبحان اللہ! آپ کے نبی قلیبی نے دیدہ بصیرت کو عجب روشنی دی ہے کہ حضرت! تو بعض لوگوں کے حال سے مطلع فرما دیں، آپ اس کے خلافِ ثقلین زبردستی صحابہ پر حمل کریں۔ حق یہی ہے کہ یہ اشارہ نواصب کی طرف تھا صریحاً اور روافض کی طرف اشارہ و کنایہ ہے کہ وہ ظاہر سب و شتم اسد اللہ الغالب کو کرتے ہیں اور یہ پردہ محبت میں دادِ بغض دیتے ہیں۔ چنانچہ کچھ معلوم ہو گیا اور کچھ آگے بیان ہوگا۔

اور حدیث صحیحین جو سائل نے نقل کی ہے کہ روزِ حشر حوض پر سے کچھ لوگ مانگے جائیں گے سوان کو بھی سب مہاجرین و انصار پر حمل کرنا کمالِ بلاوت ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں بَلَقَطُ الصَّيْحَانِیِ آیا ہے۔ اور یہ تصغیر قلت کے واسطے ہے اور بعض جگہ (رِجَالٌ مِّنْ اُمَّتِیْ) آیا ہے اور یہ بھی عرفِ عرب میں قلت کے لیے آتا ہے۔ سو چند فرق (فرقے) (ناشر) اس قسم کے مُزند

ہوں گے، نہ سب صحابہؓ معاذ اللہ۔ اور وہ قوم نبی تمیم کے لوگ اور چند اقوام دیگر تھے، کہ قریب فات حضرتؐ کے آکر مسلمان ہوئے پھر بعد وفات مرتد ہو گئے تھے۔ حضرتؐ ان کو روز محشر (چونکہ ان کو مسلمان چھوڑ کر تشریف لے گئے، ان کے ارتداد سے مطلع نہ تھے اس تعارف پر ان کو) اصحاب کہہ کر تعبیر فرما دیں گے اپنے علم کے موافق، نہ یہ کہ یہ لوگ اصحاب بمعنی خاص ہیں جیسا کہ تمام مہاجرین و انصار ہیں اور اہل سنت ہرگز ان (چند مرتدین) ناظر کو اصحاب نہیں کہتے ورنہ معاذ اللہ کلام ثعلین جھوٹ ہو جاوے اور یہ محال ہے مگر آپ کہتے منصف محبت ثعلین ہیں کہ اس معنی کو برعکس صحابہ پر حمل کیا اور کچھ اپنی عاقبت کا اندیشہ نہ کیا۔

الحاصل قرآن شریف اور احادیثِ عمرت سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ عدول مقبول تھے نہ کوئی منافق تھا نہ مرتد ہوا، مگر وہی چند رجال جنہیں صحابہؓ بھی منافق پہچانتے تھے۔

خطابِ اجتہادی صورتِ معصیت | اور جو کچھ بعض سے حربِ حضرت امیرؓ یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطابِ اجتہادی تھی اور جو امر بخلافِ

اجتہاد سرزد ہوتا ہے وہ بصورتِ معصیت ہے نہ خود معصیت۔ چنانچہ اہل عقل و علم پر واضح ہے اور اگر بالفرض گناہ ہی تھا تو وہ انجام کار اس سے تائب اور نادوم ہو کر پھر درجہ عدالت کو فائز ہو گئے کیونکہ وہ کچھ معصوم گناہ سے نہیں تھے۔ سوابِ صحابہؓ کا بُرا جاننے والا ملتِ اسلامیہ سے

خارج ہوا اور قرآن کا منکر۔ اور جو کچھ کو اچھا جانے سے متنع ثعلین ہے داخلِ ملتِ پیغمبرؐ پس دیکھو

کہ اہل سنت نے خوب تمیز کی کہ جس کو ثعلین نے اچھا کہا اچھا جانا اور بُرے کو بُرا اور اب بھی جو

صدقِ محبت اہل بیتِ عمرت سے رکھتے ہیں وہ اچھے ہیں جیسا اہل سنت، اور جو کذبِ ثعلین ہیں

اور پردہِ محبت میں تنقیص تو ہیں شانِ عمرت کرتے ہیں وہ بُرے اہل شرارت اور اس دعوے

پر ہم احادیثِ ثعلین کو شاہد رکھتے ہیں چنانچہ ابھی نقل ہوئیں۔ اور ہم حُسنِ ظن پر یہ عقیدہ نہیں رکھتے

بلکہ ثعلین کے ارشاد پر مدار کا رہے۔ البتہ شیعہ بذطنی کو کارفرما کر کذبِ ثعلین ہوتے ہیں سو تعجب

ہے کہ قرآنِ عمرت تو تعریف ان کی کرے اور شیعہ اس کو مانیں پس بولو کہ یہ فیصل آپ کا مخالفِ ثعلین

ہے کہ نہیں؛ اور کفر ہے یا اسلام؛ اب اگر شیعہ بڑوں کو پوچھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اصحاب میں تو کوئی بُرا نہیں تھا۔ جو لوگ نو مسلم اعراب مرتد ہو گئے وہ بُرے تھے مگر وہ اصحاب نہیں تھے اور جو بعض منافق ان میں ملے ہوئے تھے جیسا عبد اللہ بن ابی اور اس کے تابع اور ذوالخویصر ”راس الخوارج“ وہ بُرے تھے، مگر وہ بھی اصحاب نہیں تھے۔ اگر ان کو شیعہ اصطلاح خود صحابہ بمعنی عام کہہ کر بُرا کہیں تو ہم کلمہ نہیں کرتے۔

اہل بیت کے گھر جلانا بہتان ہے | اور یہ جو آپ بہتان، طوفان، افتراء کرتے ہیں کہ صحابہ نے خانہ اہل بیت جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو گئے۔ یہ بالکل افتراء و کذبِ عدلئے (اہل بیت) دوست ناکا ہے۔ اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں۔ آپ نے آنکھ بند کر کے بیس کتاب ذکر لکھ دیا۔ زبان کے آگے کچھ کنواں کھائی تو ہے ہی نہیں۔ لٹرو لٹوسی۔ ایک کتاب کا تو نشان دیا ہوتا تاکہ آپ کا صدق و کذب سب پر روشن ہو جاتا۔ اگرچہ واقف تو اب بھی آپ کے صدق و دیانت کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہاں البتہ ہمارے پاس آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ سب عدل اور محبِ اہل بیت و عترت تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیات کا حوالہ اوپر گزرا۔ اور اگر قرآن شریف آپ کے نزدیک کچھ معتبر نہیں تو بہر حال منعِ ابلاغ و فصول وغیرہ آپ کی کتب تو قرآن شریف سے بھی آپ کے نزدیک زیادہ معتبر اور واجبِ تسلیم ہیں۔ اگر یہ لوگ بقول آپ کے دشمن اہل بیت ہوتے تو بڑے عم آپ کے کافر ہوتے۔ پھر ائمہ کفار کی ایسی مدح کس طرح کر سکتے تھے؟ مدح کافر کی فسق ہے اور ائمہ آپ کے نزدیک فسق سے معصوم ہیں۔ سو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، اور اس قول خسارتِ مال سے ناوم ہونا چاہیئے۔

خطا عصیان اور ایمان | اور معاویہ کا محاربہ حضرت امیرؓ کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائزہ کہتے ہیں۔ ذرا کوئی کتاب اہل سنت کی دیکھی ہوتی، اہل سنت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں۔ مگر معاویہ اس خطا کے سبب ایمان سے نہیں نکل گئے جیسا تمہارا اور تمہارے اسلاف کا زعم ہے کیوں کہ حق تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے؛

وَأَنْ لَّمْ يَفْعَلَا مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أَتَّخَذُوا أَفْضَلَهُمَا بَيْنَهُمَا ۖ أَلَا يَتَذَكَّرُونَ

(ترجمہ) "اور اگر دو طاقتے مؤمنین کے آپس میں مقابلہ کریں تو ان میں صلح کرادو"

تو دیکھو کہ حق تعالیٰ باوصف مقابلہ باہمی ان کو مؤمنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے اور سو اس کے صد آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسق و گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اور حضرت امیرؓ کا قصہ مشہور ہے کہ معاویہؓ اور ان کے ساتھ والوں کو آپ نے لعن کرنے نہیں دیا اور منع لعن سے فرمایا۔ اگر کافر ہوتے تو کیا وجہ منع لعن کی ہوتی۔

مخاربینی امام کا ایمان بقول امام | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ کا قول شریف منقول ہے۔

أَصْبَحْنَا نَقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيهِ مِنَ الذَّبْحِ وَالْإِعْجَاجِ
وَالشُّبْهِةِ وَالنَّارِ

(ترجمہ) "صبح کی ہم نے قال کرتے ہوئے اپنے بھائیوں مسلمانوں کے سبب اس کے کہ داخل ہوئی اس میں کچھ کجی اور ٹیڑھاپن اور شبہ اور تاویل۔"

حضرت امیرؓ ان کو خود مسلمان بھائی فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ اس میں بسبب شبہ و تاویل کجی آگئی تھی۔ اور یہ خود بین ہے کہ گناہ کرنے سے اسلام کامل نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ بالکل اسلام سے خارج ہو جائے۔ سو اس نص سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حرب (حضرت) معاویہؓ سے خطا ہوئی مگر تاویل منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ آخر عمر میں اس امارت اور اپنے کردار سے نادم ہوتے تھے۔

ندامت اور توبہ ماحی کفر ہے | سو ندامت کے بعد جو کچھ گناہ ان سے ہوا بالیقین معاف ہوا۔ کہ حق تعالیٰ تائب کے سب گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کفر بھی تو بے معاف ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے، حاجت سندنہیں اور عادل کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کبھی اس سے کوئی تقصیر نہ ہو بلکہ اس سے کوئی گناہ ہوا اور پھر توبہ کر لی تو پھر عادل ہو جاتا ہے۔

شیعہ کے نزدیک گناہ کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں | اور شیعہ تو گناہ کبیرہ سے عصمت کو بھی ساقط نہیں کرتے چہ جائے کہ عدالت ؟

رَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَقْبَضَ نَبَأًا كَانَ الْمَوْتُ عَلَيْهِ هَلَاكًا

(ترجمہ) حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا کہ موت اس پر سوجب ہلاکت کی تھی۔

پھر جب عصمت انبیاء کی ایسے گناہ سے ساقط نہیں ہوتی تو بیچارے معاویہ تو معصوم نہیں تھے اور معاویہ نے تو یہ گناہ خطا سے کیا ہے۔ اب شیعہ حضرت آدم کے باب میں نہ معلوم کیا حکم لگائیں گے؟ کہ ان کی کتابوں میں صریح موجود ہے کہ یہ بلا آدم پر بھی حسد مرتبہ علیؑ و فاطمہؑ کے سبب آئی تھی اور یہ عمدہ تھا۔ سو بعد توبہ آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَاهُ

(ترجمہ) ”پھر پسند کر لیا اس کو اس کے رب نے اور رجوع کی اس پر اور ہدایت کی۔“

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور مارا یہ خطا سے ہی ہوا تھا جب کہ انبیاء سے ایسا کچھ سرزد ہو جائے، معاویہ وغیرہ پر کیا موجب طعن ہے وہ تو کچھ معصوم نہ تھے۔ علاوہ بریں اگر تفصیر حرب معاویہ اور چند دیگر سے ہوئی آپ نے اپنے کمالِ تبحر اور سمجھ دانی سے سارے مہاجرین اور انصارؓ (کہ بقول امام جعفرؑ بارہ ہزار تھے) ایک درجہ کر دیا۔ بڑے افسوس اور حیرت کی جا ہے کہ صحابہؓ باوصف مدحِ ثقلین کے کافر ہوں اور شیعہ باوجود مخالفتِ ثقلین و گستاخی اہل بیت کے مومن و مخلص رہیں؟ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔ وَاللَّهُ الْهَادِي



www.Ahlehaq.Com

www.besturdubooks.wordpress.com

سوال دوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ شیعہ کہتے ہیں یہ جو احادیث و آیات آپ لوگوں کی کتب میں مذکور ہیں کہ فلاں سورۃ اور فلاں آیت اور حدیث شانِ حضرت شیوخ میں وارد ہے۔ اور ان کے فضلِ خلافت اور وجوبِ اقتدار پر دلالت کرتی ہے کیا روزِ سقیفہ یہ سب تیار نہ ہوئی تھیں؟ یا صاحبِ فراموش کر گئے تھے؟ ہاں جب دنیا سے تشریف لے گئے تو شاید وہاں لوح محفوظ ملاحظہ نہ کیا اور رسولِ خدا سے تحقیق کر کے اپنے مطیعانِ مشرب کو الہام فرمایا۔ کس لیے کہ اس وقت خلافت کے روز کوئی سند بیان نہیں ہوئی سوائے قریش ہونے اور پیری کے کہ اس پر شیخ ثانی نے بیعت کر لی۔

اب پوچھنا چاہیے کہ اگر یہ پہلے سے بھی ہوتی تو مثلِ سخنِ معاشرۃ الانبیاء کے معرکہ میں کیا یہ بیان نہ ہوتیں، ان کا جواب شافی لا کر دو۔ ورنہ یہ سب ہمارے نزدیک موضوعاتِ اجاب ہیں۔



www.besturdubooks.wordpress.com

جواب سوال دوم شیخین کا حق خلافت اور دلائل

سقیفہ میں ”الائمۃ من قریش“ | روز سقیفہ انصار اس بات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار
پیش کرنے کی وجہ میں ہو اور ایک مہاجرین میں اور حدیث ”الائمۃ من قریش“

کا ان کو کوئی خیال نہیں رہا تھا کیوں کہ وہ معصوم نہیں تھے کہ نسیان و سہواں پر نہ ہو سکے اور
فی الحقیقت سہو سے تو معصوم بھی مامون نہیں اور علم ماکان و مایکون بھی ان کو نہیں تھا
تاکہ عیب کیا جاوے کہ یہ مسئلہ ان کو معلوم کیوں نہ تھا۔ اگر معلوم بھی نہ ہو تو بھی کچھ حرج
نہیں۔ جب شیخین و ان تشریب لے گئے اور اس حدیث کو پیش کیا اس سے ان کا وہ ارادہ
فسخ ہو گیا۔ در سب نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اور یہ مسئلہ کہ امامت سوائے قریش کے روانہ نہیں، قرآن میں کہیں صراحتہً مذکور نہیں
اور نہ کسی مفسر نے اس کا دعویٰ کیا۔ ہاں مفسرین نے شان نزول آیات میں کہا ہے کہ یہ آیت
فلاں حضرت کے فضل میں نازل ہوئی ہے یہ فلاں حضرت کے اور ترتیب خلافت کو اشارت
سے نکالتے ہیں کہ قرآن شریف میں سب کچھ صراحتہً کنایہً مذکور ہے وَلَا دُطِیْ وَلَا یَا لَیْسِ
إِلَّا قِیَاسٌ مُّبِیْنٌ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اب سنو کہ یہ آپ کا اعتراض (باد ہوائی گولہ) نہیں معلوم کہ کوئی وجہ سے ہے اور
وقت اعتراض آپ کا ذہن عالی کس طرف کھینچا ہوئے تھا کیوں کہ فضائل کی آیات کا

لے از حضرت گنگوہی رحم (ناشر)

پیش کرنا جب ضروری ہوتا کہ کسی کو فضل ابو بکرؓ میں تکرار اور عذر ہوتا۔ اُن کی افضلیت کے سبب مقرر تھے اور انصار کا مذہب شیعوں کا سا نہ تھا کہ امام سب کے افضل ہونا چاہیے اور نہ ترتیب خلافت کا وہاں ذکر تھا پھر وہاں آیات فضائل کا سنانا کیا ضروری تھا کہ نہ سنانے میں آپ کا اعتراض وارد ہوتا۔ وہاں فقط مذکور اتنا تھا کہ انصار میں امیر نہیں ہو سکتا سو یہ مقصد صرف حدیث کے ہی سنانے سے حاصل ہو گیا۔ اگر بالفرض اس باب میں آیت مزید بھی ہوتی تو کچھ ضروری ہے کہ آدمی اپنے استدلال میں سارے ہی دلائل پیش کرے جب ایک دلیل سے کام نکلے اور دلیل لانا کیا ضروری ہے اور در صورتیکہ حدیث صحابی کے نزدیک مثل قرآن قطعی ہے، تو قطعیت حدیث و قرآن میں کچھ تفاوت نہیں اثبات مقصود میں دونوں یکساں ہیں تو پھر آیات پیش نہ کرنے میں یہ کچھ فضول کلامی ایک عجیب بوالفضول ہے انصار شیعہ نہیں تھے کہ صدہا آیات قرآنی اور نصوص ائمہؓ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور آیات احادیث عزت کو پس پشت ڈالتے ہیں، وہ اہل صدق و ایمان تھے ایک ہی حدیث سن کر تسلیم کر لیا۔

اب اس قدر جواب سے آپ کے فہم کی خوبی اور مہذباً منشوراً ہو جانا آپ کے اس کلام داہی کا تو ظاہر ہو گیا اور آپ کے ہزلیات کا جواب پھکڑ باز ہی ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک وہ خود آپ کے منہ پر منقلب ہو گئی۔ ہم کو کاغذ سیاہ کرنا مثل آپ کے اعلان منہ کے کیا ضرورت ہے صدیق کی اولیت اور قول امامؑ | اِن اِگر قابلیت خلیفہ اول کی اور حقیقت امامت جناب اُن کے کی آپ کو درکار ہے تو یہ روایت کحل البصر برائے کوہ فہم موجود ہے مطالعہ فرمائیے کہ منج البلاغۃ آپ کی کتاب معتبرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ نے نامہ معاویہ کو لکھا تھا اس میں یہ عبارت ہے :-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ بَيْعَتِي لِمَنْتَ يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنْتَ بِالسَّامِرِ لَا تَبَايِعُنِي الْقَوْمُ
الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ عَلَى مَا بَايَعُوا أَهْمُ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ

أَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ وَأَتَمَّ الشُّرَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ
اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمُّوهُ إِمَامًا كَانَ لِلَّهِ رِضَى

(ترجمہ) ”اما بعد، میری بیعت تجھ کو لازم ہوگئی اسے معاویہ! اور حالیکہ تو شام میں تھا
کیونکہ مجھ سے بیعت کی ان لوگوں نے جنھوں نے بیعت کی تھی ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ جس
شرط پر ان سے بیعت کی تھی پس نہیں اب حاضر کو کچھ اختیار اور نہ غائب کو محل رد اور پس
مشورہ معتبر مہاجرین و انصار کا ہی ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر دیں تو
ہوتا ہے وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی مرضی و پسندیدہ۔“

سبحان اللہ! اس نص حضرت امیرؓ نے خلفائے ثلاثہ کی امامت کو صاف صاف حق بتایا
اور منکرین کو زبوں فرمایا اور معتمد اسب مہاجرین و انصار کی تعدیل فرمائی۔ یہ مسئلہ بھی حل
فرمادیا کہ امامت یا لشوری ہوتی ہے، نہ منصوص من اللہ تعالیٰ۔ جیسا شیعہ گمان کئے
بیٹھے ہیں۔ اور یہاں مؤلف نہج البلاغہ کو حذرتِ اسامیؓ خلفاء میں کوئی صورتِ مفر نہیں ملی،
بنا چاری نا چاری نام لکھ دیا ہے ورنہ ان کی دیانت سے بعید تھا کہ ان حضرات کے اسماء مبارکہ کی
تقریح کریں۔

صدیق کی خدمات اور امام کا اعتراف | دوسری جگہ نہج البلاغہ میں ہے:

لِلَّهِ بِلَادُ أَبِي بَكْرٍ فَلَقَدْ قَوْمَ الْأَوْدَدِ وَأَوَى الْعَمَدَ وَأَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَفَ الْبَيْتَ

(ترجمہ) ”واسطے اللہ کے میں بلادِ ابی بکرؓ کے البیت اس نے سیدھا کیا کجیوں کو، اور علاج

کیا بیماری کا، اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے ڈالا بدعت کو۔“

جہاں مؤلف نے بجائے لفظ ابی بکرؓ کے لفظ فلاں کا رکھا تھا اور سبب تعصب یہی
کے تصریح نام حضرت ابو بکرؓ کی نہ کی تھی۔ مگر شرح نے اس کی تحریف کو ظاہر کر دیا کہ مراد ابو بکرؓ
ہیں۔ اب یہ دونوں شاہدِ عدل، لیاقتِ ابو بکرؓ کو اور حقیقتِ امامت حضرت ممدوح کو کیسا صاف
صاف بیان کرتے ہیں کہ ہرگز اہل ایمان کو اس میں محل تردد نہیں ہو سکتا۔

بیعت امام خلافت صدیق کی حقانیت ہے | اور ہم سب درگزرے خود حضرت امیر کا بیت کرنا کتنی محبت واضح ہے کیونکہ اگر خلافت اہل حق نہ ہوتی تو حضرت امیرؓ معصوم، عالم ماکان، یوں، اثنی عشر الاثنی عشر ہرگز بیعت نہ کرتے۔ دیکھو چھ مہینے تک آپ کو جو بیعت سے کچھ تر و درہا تو ہرگز بیعت نہ کی اور کسی سے ہراساں نہ ہوئے اور تقیہ و اہیہ محرم کو کار فرمایا۔ اگر ایسا آپ تقیہ کرنے والے ہوتے تو اول کیا وجہ انکار بیعت تھی، اور اگر لیاقت خلیفہ اول میں نہ ہوتی تو چھ مہینے کے بعد کہاں سے لیاقت آگئی تھی؟ اور معاذ اللہ شیخین اگر زبردستی بیعت لیتے ہوتے تو اول ہی زبردستی سے کون مانع تھا۔

خلافت شیخین نہ ماننے میں مقاسد | اس جگہ محبت عزت کے مدعیین نے تراشا ہے کہ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر لائے اور بیعت کرائی۔ حضرت نے مجبور، مقہور ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے بیعت کر لی۔ سبحان اللہ یہ حسن عقیدت شیعہ کا ہے کہ ایسے بہادر کو نامرد بتائیں اور آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت ابن ملجم کے ہاتھ سے ہے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ و غیر ہما ہرگز میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے، اور پھر بھی تحریر لوح محفوظ کو غلط سمجھا اور بخوف جان کافروں کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری عمر گزار دی اور اپنی دختر عمرؓ کو بیاہ دی، جیسے علامہ شوسترؒ وغیرہ لکھتے ہیں تو نزدیک شیعہ کے حضرت علیؓ شیر خدا نہایت جبار و بے غیرت تھے؟ اور دیکھو کہ امام معصومؑ کی بیٹی کا نکاح کافر سے کیسے ہو سکتا ہے؟ معاذ اللہ، کلثومؑ اور علیؓ اور حسینؑ کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور ابو بکرؓ کے وقت میں جو سبایا ابو حلیفہ پکڑے ہوئے آئے، ایک لونڈی حضرت امیرؓ کو ملی آپ نے اس کو تصرف میں رکھا کہ محمدؐ اس سے پیدا ہوئے۔ تو جب امام حق نہیں تھا، جہاد صحیح نہیں تھا، غنیمت حرام تھی۔ پس حضرت علیؓ نے معاذ اللہ نہ کیا؟ اب کہاں تک مقاسد اس عقیدہ باطل کے لکھوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ موافق رائے شیعہ علیؓ میں معاذ اللہ سارے جہاں کے عیوب موجود ہوتے ہیں ہاں یہ شہ نہ ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جانا ہو گا کہ اگرچہ تقدیر خداوندی میں قتل میرا ابن ملجم

کے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر شیخین نے بسبب غلبہ قوت کے اگر تقدیر کو پلٹ دیں تو کیا کر دیں گے؟
 آخر ان لوگوں نے لطفِ خداوندی کو جو در بابِ امامت ذرہ حق تعالیٰ کے واجب تھا، نہیں چلنے
 دیا، اور قرآن شریف کو بھی تحریف کر دیا اور ذمہ خداوندی کچھ کا گرنہ ہوا۔ یہاں بھی ان کا کیا ہو
 جاوے گا خدا تعالیٰ کا لکھا نہ چلے گا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، حق یہ ہے کہ ٹھہر مینے تک آپ نے
 بسبب اپنی شجاعت کے بیعت نہ کی اور مخالفت سے تمام مہاجرین و انصار کی کچھ گھبراہٹ نہ
 کی، اور یہ توقف محض شکرِ ربی بثریت کے باعث سے تھا کہ ہم سے اس باب میں مشورہ نہ کیا
 کہ ہم اہل مشورہ میں تھے، بعد چھ مہینے کے وہ رنج و فہم ہو گیا اور خود بلا اکراہ مجب عام میں اقرار
 فضائلِ ابی بکر فرمایا، اور بیعت کر لی اور حضرت ابو بکرؓ نے عذر کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا
 کہ فرصت مشورہ کی نہ تھی اور نہ توقف کا محل تھا۔ حضرت امیرؓ نے بھی اس عذر کو پسند
 و مستبول فرمایا۔

اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات | لیکن شیعہ کو یہاں میدانِ تنگ ہے کہ نہ بثریت کو معصوم
 پر لگا سکتے ہیں (اگرچہ انبیاء معصومین سے حسد اور گناہ کبیرہ اور غضب (ناکردہ گناہ پر) اور فضیحت
 کہ نابری عن الخطاء کو جائز ہو، جیسا حضرت آدم و یونس و موسیٰ علیہم السلام کے وقائع میں معلوم
 ہوا مگر امام معصومؑ پر کیوں کر ایسی بات لگا سکیں) اور نہ جو ان بیعت کا اقرار کر سکتے ہیں کہ پھر
 بنائے مذہب شیعہ منقطع ہو جائے گی اور نہ تقیہ کو مان سکتے ہیں کہ اس میں حضرت امیرؓ کے
 اوپر مقاسد بے شمار متوجہ ہوتے ہیں مگر نقل مشہور ہے مَنِ ابْتَلٰی بِبَلٰیَّتَيْنِ اخْتَارَ
 اَهُوَ اَنْهَمَا بنا چاری تقیہ کو مانا کہ گو علیؑ پر معاذ اللہ سب کچھ ثابت ہو جاوے گا مگر شیخین و
 صحابہؓ کی بڑائی اور ظلم تو ثابت ہو جائے گا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ! دوستی بے خرد و دشمنی ست
 سو اس جواب میں شیعہ تامل کریں اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آویں۔ وَاللّٰهُ الْهَادِی



سوال سوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کے بڑے عالم صاحب جامع الاصول کہ ابن اثیر ہیں کتاب ہدایہ میں لغت لمیں خطبہ جناب فاطمہؑ کو نقل کرتے ہیں اور مسعودی مروج الذهب میں لکھتا ہے، اور ابو بکر جوہری نے تمام و کمال لکھا ہے کہ شیخ ابن ابی الحدید نے اس سے نقل کی ہے اس خطبہ کو۔ دیکھو ہم یہاں اس مختصر میں بیان نہیں کر سکتے کہ جز بہر کا ہے اگر کوئی طلب کرے تو حاضر ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہؑ نے منع مذک پر ابو بکرؓ کا اصرار پایا تو حضرت فاطمہؑ ایک گروہ زنانہ بنی ہاشم کو ساتھ لے کر مسجد میں آئیں اور پس پردہ تشریف رکھی، ایک خطبہ مشتمل حمد و ثناء الہی اور نعت رسالت پناہی پڑھا اور حقوق اور احساناً آنحضرتؐ کے جو اصحاب پر تھے بیان کیے کہ سب رونے لگے، اور پھر آیات قرآنی اور اقبال پر بزرگوار سے سند لاکر کوئی کلمہ تکفیر و تفسیق و ارتداد اور غضب خلافت اور فساد راہی مدد کے ترک کا اٹھا نہیں رکھا اور کیا کچھ نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھو تو معلوم ہو۔

پس اب پھر اس حقیر کی طرف سے پوچھو کہ وہ حدیث و آیات فضیلت شیخینؑ جو کتب میں لکھتے ہو اس وقت تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو کسی نے بیان کیوں نہیں کی کہ جناب فاطمہؑ قائل ہوئیں پھر اب لوگ ان کے دوست ان کی وفات کے بعد مراقبہ کر کے جو کچھ فتنہ و محبت میں لوح محفوظ سے لائے مشیت بعد از جنگ ہے اور تریاق فاروق بعد مردن مار گزیدہ اس سے

کیا حاصل، ایسے تو سمجھو کہ اگر کوئی فضل ان کا واقعی ہوتا یا بد کہنا باعث معصیت ٹھہرتا تو معصوٰی منظور ان کے حق میں کیوں ایسے کلمات فرمائیں اور اصحاب موجودہ سے کوئی تو مانع ہوتا یا پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رد کرتے، دلیل کافی اور جواب شافی قول خدا تعالیٰ اور رسولؐ سے دیتے نہ کلمات سخت خشونت کے جو قریب مذکور ہوتے ہیں مغلوبیت کی جہت سے کہنے پڑتے۔

غرض علمائے مذکورہ کہتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دلائل اور براہین جناب فاطمہؑ کے سامنے تو منبر پر تشریف لے گئے اور پہلے تو حضار پر خفگی کی استماع کلام جناب سیدہؑ سے کہ تم کیوں آپ کی طرف مخاطب ہو کر سنتے ہو اور پھر جناب امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا ایتنا ہو کثعلب شہیداً دنیہ مرب کل فتنة هو الذی یقول کروھا خذ عتہ بعد ماھمت لیستعینون بالضعفة ویستنصرون بالنساء کامرطال احب اھلھا الیھا البقی حاصل یہ ہے کہ ”یعنی نہیں ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھے اپنے دعوے پر اپنی دُوم کو، وہ پالیتا ہے ہر فتنہ و فساد کو، وہ چاہتا ہے کہ فتنہ پاریں نہ کو تازہ کرے، اب جو کچھ نہ ہو سکا تو مدوچا ہوتا ہے ضعیفوں اور عورتوں سے مانند ام طحال کے کہ دوست رکھتی تھی زنا کاروں کو۔“

الامان یہ کلمات عترت رسولؐ کا ثنائت کی شان میں کیسے ہیں کیا مودت ذوالقربیٰ اسی کا نام ہے؟ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کل صحابہ کو عادل اور دوست عترت رسولؐ جانتے ہیں کہ دعویٰ جناب سیدہؑ کا اور دلائل اور براہین معصومہؑ کا جواب یہی تھا جو ابو بکر نے دیا تھا کہ عدل میں حکومت کی خود پسندی افد زور اور نفسانیت کا تقاضا بھی شامل ہو سکتا ہے جو حاکم مدعی کے دعوے کو دلائل و براہین سے رد نہ کرے اور اس کے عوض میں کلمات خشونت امیر کہے، اس حاکم کو صاحبان عقل سلیم عادل کہیں گے یا ظالم؟ اور پھر ایسے کہنے والے کو دوست سمجھیں گے یا دشمن؟ ذرا غور تو کرو اور گریبان میں سر ڈالو، امدان کلمات ناشائستہ کا نتیجہ سنو کہ جب آپ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ کلمے بیان کیے تو ہماری سیدہؑ گریاں گھر چلی گئیں، انتہی۔

اور ظاہر ہے کہ دنیا سے ان پر ایسی غضبناک تشریف لے گئیں کہ جنابِ امیرؑ نے شب کو انہیں ایسا محفّی دفن کیا کہ اب تک نشانِ قبر بھی حضرت فاطمہؑ کا آپ لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ آج تک اہلِ مدینہ و مدحکہ قبر کا نشان دیتے ہیں۔

برائے خدا اے مسلمانوں کوئی تو انصاف کرو کہ ان باتوں پر تو کافر کو تاب نہ رہے گی نہ مسلمان کو کہ عترتِ پیغمبرؐ کو کوئی بُرا کئے اور وہ سُنے اور پھر اے مسلمان اور عترتِ پیغمبرؐ میں جانے یہی ملتِ پیغمبرؐ تھی اور اسی سیرتِ شیعین پر چلنے کو کہتے ہوئے ہرگز ہم با درنمی آید زردے اعتقاد
ایتہمہ ما گفتن و دین پیغمبرداشتن

پیغمبرؐ تو ایدائے علیؑ اور فاطمہؑ پر کفر کا حکم فرمائیں اور خدا موفیانِ پیغمبرؐ پر اور حق چھپانے والوں پر با اعلانِ لعنت کرے اور حکم دے اور آپ اس کو خیال میں نہ لائیں۔ دیکھو قرآن کو ایسے قرآن پڑھنے سے کیا حاصل پس ایسوں سے حسنِ ظن رکھنا کفر ہے۔ یا صدیقِ کنا۔ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو جو سچا جانتا ہو اس میں خوب تحقیق کر کے ہماری تسکین کر دے؛



www.besturdubooks.wordpress.com

Www.Ahlehaq.Com

جواب سوال سوم

حَدِیثُ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِیَاءِ اور مسئلہ فدک کی تحقیق

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی میراث کو کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فدک وغیرہ تھا، حضرت ابو بکر رضی سے طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی نے حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِیَاءِ لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَاكَ صَدَاقَہٗ پڑھ کر سنائی (ترجمہ) ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے کسی کو وارث نہیں کرتے، جو کچھ ہم چھوڑ مرتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

حضرت ابو بکر رضی نے فرمایا کہ یہ ترکہ حضرت کا درحقیقت بلکہ حضرت کی نہیں تھا اب میں اس ترکہ میں جس طرح حضرت تصرف فرماتے تھے اسی طرح خرچ کروں گا، اور واللہ قرابت رسول اللہ مجھ کو اپنی قرابت سے مقدم و عزیز تر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اس بات کو سن کر ساکت ہو گئیں اور پھر اس باب میں نہیں بولیں۔

یہ حقیقت تھی اس واقعہ کی، اس میں شیعوں نے مقتضائے اپنی جبلت کے طعن کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی نے فاطمہ رضی پر ظلم کیا کہ حق ان کا جو شرع سے ان کو ملتا تھا وہ عصب کر لیا اور ایک حدیث اپنی طرف سے بنا کر حکم حق تعالیٰ کو منسوخ کر دیا حق تعالیٰ قرآن شریف میں نہ تو کہ وارث کرتا ہے اول تو یہ خبر موضوع ہے۔ اور اگر سلیمان خبر واحد ہے۔ ناسخ قرآن شریف

۱۰ از حضرت گنگوہی رحمہ (ناشر)

کی نہیں ہو سکتی۔

جواب اس کا ہمارے علمائے بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے خصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں کہ اردو زبان میں ہے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔

فِرَکْ فِی تَحَا اَوْدُنِیْ کا حکم | مختصر یہ ہے کہ فِرَکْ وغیرہ جائداد ملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھی، بلکہ وہ بیت المال تھا۔ حضرت بقدر حاجت اس میں سے لے کر اپنے صرَف میں لاتے تھے اور آیہ سورہ حشر:-

مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ فِی اللَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَی لَا یَکُوْنَ دُولَةً بَیْنَ اَلْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ

(ترجمہ) ”جو کچھ کہ فی کیا اللہ نے اپنے رسول پر سو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا اور کمینوں کا، تاکہ نہ ہو جائز تاؤ و دولت مندوں کا۔“

دلیل ہے اس پر کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی، تو حضرت اُن پر تقسیم (زمین کو) کر دیتے، اور آپ نے نہیں کی تو حضرت بھی مثل ابو بکر رحمہ غاصبِ حقوقِ مسلمین ہو جاویں (معاذ اللہ) اور بھی مستحق بے نہایت ہیں۔ ان کا حصہ مشخص ہونا محال۔ سو بہر حال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے، اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور (بیت المال) کا ہے سو جب ملک ہی آپ کی اُن اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیونکہ جاری ہو، اس تحقیق میں طول بہت ہے مگر مختصراً فہم عوام کے لیے لکھا گیا۔

آیۃ میراث کی مخاطب امت ہے رسول نہیں | اور اگر تسلیم کیا ہم نے کہ ملک ہی حضرت کی تھی اور بخاطر شیعہ اپنا یہ مسئلہ ہم نے چھوڑا تو بھی سنو کہ آیۃ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ الخ جس میں سائل میراث مذکور ہیں حق تعالیٰ نے بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امت کو خطاب کیا ہے

اس میں ذات پاک حضرت کی داخل نہیں۔ دیکھو کہ اول شروع سورۃ میں حق تعالیٰ نے ایسے ہی احکام ارشاد فرمائے ہیں جو خاص اُمت کے حق میں ہیں، اور حضرت رسالت مآبؐ کو اُن میں داخل نہیں فرمایا کہ دو یتیموں کو ان کے مال، اور مت لو بھلا ان کو اپنے بُرے کے بدلے، اور مت کھا جاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملا کر، اور اگر خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تم یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو سے چار تک، اور سوائے اس کے سب احکام کو دیکھو، پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے، اور چار سے زیادہ نکاح کرنے سے اور دیگر سب اُمور حضرت رسالت مآبؐ کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت کو چار سے بھی زیادہ نکاح درست تھے۔ ایسا ہی حکم وصیت میراث ہے کہ آپؐ کے حق میں حکم نہیں، بایں وجہ کہ آپؐ کی کچھ ملک ہی نہ تھی جس کو ہم نے بخاطر شیعہ تسلیم کر کے چھوڑ دیا۔

یا بایں وجہ کہ آپؐ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں وَیَسِّرُ اللَّهُ حَیُّ یُرْزَقُ اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ”آپ حیات“ میں پسمالاً مَزْنِدَ عَلَیْہِ ثابت کیا ہے۔

اور کچھ نہ سہی مگر یہ حدیث مَعَا شَرُّ الْأَنْبِیَاءِ بہت صحابہ سے منقول ہے اور خود حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ سُنی تھی اور جو حدیث رسولؐ کی زبان سے سُنی جاوے سننے والے کے حق میں مثل قرآن قطعیت میں ہوتی ہے۔ جب ابو بکرؓ نے خود سنا تو اُن کے نزدیک یہ حدیث مثل قرآن تھی اس حدیث سے قرآن شریف کی آیت کا تخصیص کرنا ضروری ہے۔ اس میں شیعہ کو بھی اپنے اصول کے موافق بجز تسلیم چارہ نہیں ہے۔

اور ہم لوگ اُمتی اول تو اس حدیث کو مشہور کرتے ہیں، اور بہت سے راوی اس کے طبقہ اولیٰ میں موجود ہیں از انجملہ علیؓ بھی ہیں، چنانچہ کتب اہل سنت میں موجود ہے اور پھر دوسرے طبقات میں بھی بہت بہت راوی ہیں تو حدیث ہمارے حق میں مشہور ہوئی ہم کو بھی تخصیصاً یہ اس خبر سے روا ہے۔

اور اگر مانا کہ خبر واحد ہی ہے تو ہم کب کہتے ہیں کہ آیت عام و مطلق ہے بلکہ مخصوص ہے کہ قطعاً سے وراثت کا فرکی اور غلام کی اور مہائے دار کی اور قاتل کی اس عام سے تخصیص ہو چکی ہے پھر مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے روا ہے۔

ہم نے مانا کہ مخصوص بھی نہیں مگر مجمل ہے۔ حضرت رسالت مآب کا اس حکم میں داخل ہونا مشتبہ ہوا بسبب احکام مخصوصہ سابق کے اس خبر سے بیان ہو گیا کہ آپ داخل اس حکم میں نہیں اور بیان مجمل خبر واحد سے باتفاق روا ہے۔

حدیث مذکورہ کو موضوع | باقی شیعہ کا اس خبر کو موضوع بتانا سو کمالِ سفاہت ہے کیونکہ خود کہتا سفاہت ہے آپ کی معتبر کتاب کافی کلینی میں امام جعفر صادق رضی فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دُرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَرِثَتُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ بِحَقٍّ وَافِرٍ۔

(ترجمہ) ”البتہ علماء وراثت انبیاء کے ہیں اور یہ اس واسطے کہ انبیاء نے وارث نہیں کیا کسی کو درم و دینار کا۔ اور جہاں میں نیست کہ وارث کیا انھوں نے احادیث کا (اپنی حدیثوں سے) سوچیں نے یا کچھ اس سے، البتہ یا اس نے بہت حصہ کامل۔“

سبحان اللہ! امام جعفر رضی اول انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درم و دینار کا وارث نہیں کرتے زمین کا وارث کیوں کر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی تو ریش فقط علم کی ہے پھر جب تو ریش انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جائیداد کیوں کر میراث میں آگئی؟

وراثت انبیاء کا مفہوم | اور جہاں کہیں انبیاء کے بیان میں لفظ وراثت کا آیا ہے وہاں علم ہی مراد ہے خواہ قرآن میں خواہ حدیث میں سوا ب دیکھو کہ اس حدیث کلینی میں اور حدیث اہل سنت میں کچھ تفاوت معانی کا نہیں، محض لفظ مختلف ہیں سو شیعہ نے بعض اصحاب میں اپنی حدیث صحیح کو

پس پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قول ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابو بکر رضی کی کیا تفسیر تھی؟ اور قرآن کے خلاف ابو بکر رضی نے کب کیا ہے تاکہ وہ عمل طعن ہوں۔

سیدہ کو حدیث مذکورہ | اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم جریان میراث کا علم نہ ہونا عیب نہیں (ترکہ رسول اللہ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت

کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعض مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علی رضی سے بعض مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علی رضی عالم ماکان و مایکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہ کو بھی نہ معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور منہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیر رضی فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا اؤمن ذلك من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیر رضی خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہ رضی سے بھی اگر خطا (طلب مذک میں) ہو گئی تو کیا تعجب ہو گیا۔

بہر حال اس قصہ میں شیعوں کے اپنے سوء عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں، اور ان کے مکائد میں داخل ہے کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایت نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تروید پیدا ہو جائے تو سائل بھی اس سوال میں اس اپنے بزرگوں کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے خطبہ حضرت فاطمہ رضی نقل کیا ہے معاذ اللہ! یہ قصہ وہی تباہی صاحب جامع کی طرف لگانا شرفی چشم ہے۔

کتب لغت سے لغت پر | کیوں کہ نہایہ ابن اثیر وغیرہ کتب لغت حدیث میں التزام فقط تصحیح الفاظ حدیث اور شرح معانی اور مراد حدیث کا ہے خواہ وہ استدلال ہو گا نہ کہ دیگر امور پر

حدیث صحیح ہو یا ضعیف و موضوع اور ہرگز التزام تنقید و تعدیل روایات کا نہیں۔ لہذا الفاظ روایات موضوع و مفتری کے بھی لکھ دیتے ہیں اور تصریح وضعی حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس اس سے بحث نہیں، کہ یہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب ہیں مثلاً زرعاً تزود جاً موضوع

حدیث ہے، اور غیبت کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض و بحث و ضعیفیت اس حدیث سے نہیں کیا
ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم و عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ علیٰ ہذا لغت کہہ کر
کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلانِ روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح
روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان
دیتے تو منہ سامنے کر کے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے تشریق ہو جانی محض خیال
خام جہل ہے۔ اہل علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیر موضوع لہٰذا استدلال کے مفاسد | اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علماء شیعہ نے جو کتب لغت یا
تفسیروں میں معانی لفظِ فخر و زنا و ربوہ کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وھو حرام کا نہیں لکھا تو آپ
جیسے صاحبِ حوصلہ، ذی شعور بے شک ان اشیاء کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات
و کتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار ہی نہیں۔ معاذ اللہ

ترسم زسی کعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میری برکستان است

اور شیخ ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو سب زروہ و برادرِ شغال ہم پر کیا جھٹ ہے
جو مری نے کوئی لفظ نقل کر کے حوالہ دے دیا ہو گا کہ فلاں عبارت میں یہ لفظ بایں معنی آیا ہے
غرض اہل لغت اگر کوئی نقل کر دے تو تصدیق اور صحت اس کی ہو جانی آپ ہی کا فہم ہے شرح
تلا میں شارح نے (پہچ مسئلہ جواز دخول مامصر یہ کے جملہ اسمیہ پر) رافضی سے منہج البلاغہ کا یہ
فقرہ نقل کیا ہے بقوافی الدینا ما الدینا باقیۃ پس تو یہ معنی ہو گئے کہ مولوی جامی منہج البلاغہ
کو تصدیق کر کے مؤمن ہو گئے۔

سیدہ اور صدیق کا کوئی خطبہ مجھ | الغرض یہ قصہ حضرت زہراء کا نساؤ نبی ہاشم کو جمع کرنا اور خطبہ
کتب اہل سنت میں نہیں ہے | ہجو خلیفہ کا پڑھنا، اور خلیفہ اول کا خطبہ، در باب مذمت حضرت
امیر کا پڑھنا، محض افتراء ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل و تہ و نشان نہیں ہے

الامان، یہ شیعوں کا کیسا آنکھ بند کر کے طوفان بکنا ہے، کہ نہ خدا سے شرمادیں اور رسول اہلبیت
عترت سے کچھ باک کریں۔ ان کی اہانت پر کس طرح جرأت کرتے ہیں، اور کیوں کہ خلاف ان کے
اقوال کے اعتقاد کر لیتے ہیں، اور مکتذب ان کے بنتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں دیکھو کہ مدارج
شیخین کی زبان امیر المؤمنین حضرت علیؑ موجود ہیں۔ اور مدارج حضرت امیرؑ کے شیخین کی زبان
سے مسطور۔ اور ایسا ہی مدارج اور مدارج حضرت فاطمہؑ کے۔ پھر اہل سنت کی طرف
ایسے وہی طوفان اٹھانا کمال بے حیائی ہے اور اہل سنت کی کتابیں کچھ مخفی نہیں۔ جس
کا دل چاہے مدارج حضرت امیرؑ و حضرت زہراءؑ دیکھے کہ کس قدر رکھے ہوئے ہیں۔ ہم کو
حاجت تحریر ان کی اس رسالہ میں نہیں۔ اگر نقل بھی کریں تو شیوہ کب مانتے ہیں۔ مگر
اہل عقل کو فہم درکار ہے کہ در صورتیکہ یہ لوگ حضرات عترت کے ایسے محبت و معتقد ہوں
تو ایسی حرکت ان سے واقع ہونی کب قرین قیاس ہے۔

فضل صدیق اور امام جعفرؑ | مگر اب کتب شیعہ کی معتبرات کو دیکھو۔ کشف الغمۃ عن معرفۃ
الائمہ میں تحریر ہے :-

سُئِلَ الْإِمَامُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حَلِيَّةِ السَّيْفِ هَلْ يَجُوزُ؟ فَقَالَ
نَعَمْ. قَدْ حَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ سَيْفَهُ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاوِي أَتَقُولُ هَكَذَا
فَوَثَبَ الْإِمَامُ عَنْ مَكَانِهِ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّيقُ، نَعَمْ الصِّدِّيقُ، نَعَمْ
الصِّدِّيقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَ اللَّهُ قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ.

(ترجمہ) پوچھے گئے امام ابو جعفر علیہ السلام حلیۃ سیف کہ آیا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں جائز
ہے، البتہ حلی کیا ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی سے۔ بولا راوی کیا تم بھی صدیق کہتے
ہو ابو بکرؓ کو؟ پس اچھل پڑے اپنی جگہ سے۔ فرمایا ہاں صدیق میں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں
وہ صدیق ہیں پس جو کوئی نہ کہے ان کو صدیق تو نہ سچا کیجیو حق تعالیٰ اس کے قول کو دنیا اور آخرت میں

سبحان اللہ! اس میں سے یہ بھی نکلا کہ جو آپ کو صدیق نہیں کہتے ان پر حضرت امام ابو جعفر نے بددعا کی ہے اور مقبول بارگاہ کی بددعا کا اثر آپ موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے جھوٹ بولنا اور جھوٹ بول کر دھوکا دینا کس کا شعار ہے خیر اب دیکھو! تقریر طویل لا حاصل لا طائل کس پر اُلٹی اور شیعہوں پر اس آیت امام معصوم نے رونا ڈال دیا یا نہیں؟ اب سائل کے کلمات ناشائستہ کا جواب لکھنا کیا ضروری ہے؟ مگر ہزار حیف کہ یہ مدعیین (محبت و اتباع ائمہ کے) کیونکر نصوص ائمہ کو غلط سمجھ گئے۔ کیا اس کا ہی نام محبت ہے؟ معاذ اللہ، مال کا رستہ! کہ کتب شیعہ میں کیا لکھا ہے، کتب اہل سنت میں تو سب کچھ موجود ہے مگر شیعہ کب تسلیم کریں گے۔

سیدہ صدیق سے ناراض | مہاجر الساکین میں کہ کتاب معتبر شیعہ کی ہے لکھا ہے۔
ہو کر فوت نہیں ہوئیں | اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَّمَّا رَاَنِي فَاَطِمَةً اِنْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَتْ

وَلَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي اَمْرِ فِدَاكَ كَبُرَ ذَلِكَ عِنْدَهُ فَاَرَادَ اِسْتِزْاءَهَا فَاتَّاهَا۔ فَقَالَ لَهَا صَدَقَتْ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ فِيمَا اَدْعَيْتِ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ أَنْ يُوقِيَ مِنْهَا قُوَّتُكُمْ وَلِصَانِعِينَ بِهَا۔ فَقَالَتْ اِفْعَلْ كَمَا كَانَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ يَفْعَلُ فِيهَا۔ فَقَالَ فَلَكَ اللَّهُ عَلَى أَنْ اَفْعَلَ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ اَبُوكَ۔ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا فَعَلَنَ ذَلِكَ۔ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَرَضَيْتَ بَيْنَكَ وَاحِدَتِ الْعَمَلِ عَلَيْهِ كَانَ اَبُو بَكْرٍ يُعْطِيهِمْ قُوَّتَهُمْ وَيُقْسِمُ اَلْبَاقِي فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ۔

(ترجمہ) ”ابنہ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ منقبض ہو گئیں (ابوبکرؓ سے) اور ترک کر

دیا اور نہ کلام کیا بعد اس واقعے (امیر فدا میں) بھاری گزری ابوبکرؓ کے نزدیک یہ بات پس

ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہؓ کا پس آیا فاطمہؓ کے پاس۔ پس کہا، سچ کہا تے اے نبی رسول

اللہ! اپنے دعویٰ میں مگر میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تقسیم کرتے

تھے اس کو اور دیتے تھے فترا کہ، مساکین کو اور مسافروں کو بعد دینے قوت تمھاری
کی اور قوت کار گزاروں کی، پس کہا فاطمہؑ نے کہ تو بھی کیا کر جیسا کہ میرے باپ رسول اللہؐ
کیا کرتے تھے۔ کہا ابو بکرؓ نے تمھارے لیے اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ میں کروں اس میں وہی عمل
جو کرتے تھے رسول اللہ تمھارے باپ اس میں کہا فاطمہؑ نے واللہ یونہی کرو گے؛ پھر کہا ابو بکرؓ
نے واللہ کروں گا یونہی پس کہا فاطمہؑ نے الہی تو گواہ رہے اس کا پس راضی ہو گئیں اس
پر فاطمہؑ اور لیا عہد اس بات کا۔ پس تھے ابو بکرؓ دیتے قوت ان کی، پھر تقسیم کر
دیتے باقی کو۔ سو دیتے فترا دمساکین وابن السبیل کو۔“

اب اس روایت سے رضا مندی حضرت فاطمہؑ کی جب واضح ہو گئی تو قول سائل کا لغو ہو
گیا۔ کچھ بھی معنی اس کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ عجب ہے کہ آدمی آنکھ بند کر کے ایسی بات کہہ دے
اور اپنی کتابوں کو بھی نہ دیکھے۔ معاذ اللہ اس بغض کا کیا علاج۔

اور ابو بکرؓ بہتان شیعہ سے کیسے بری ہیں۔ سبحان اللہ! اور ذرا انصاف درکار ہے کہ اگر
صدیق اکبرؓ ایسا ظلم کرتے تو حضرت امیرؓ ان کے ساتھ کیوں کہ شکر و شکر کی طرح ہم پیالہ دہم نوالہ
نبے رہتے، اور بحکم الہی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسِعَتْ کھیں نہ نکل جاتے، اور کیونکر ساری
عمر کفر کے لباس میں بسر کرتے اور حسنینؑ اور حضرت امیرؓ کیسے اپنی بہن بیٹی کا ظالم سے
نکاح کر دیتے؛ یادو! ذرا انصاف کہو، کہ امہ کو ایسا نامزد بنانا۔ وہ زور و کل کس دن کے
لیے تھا۔ بہن بیٹی چھیننے کی غیرت نہ ہو اور دین و ایمان سب ہاتھ سے جانے کی پروا نہ ہے
توبہ، توبہ! استغفر اللہ! ہر حال ظاہر ہو گیا کہ حضرت فاطمہؑ ابو بکرؓ سے غضبناک نہیں
گئیں جو کچھ رنج باقتضائے بشریت تمھارے ہو گیا۔ ایسے رنجوں سے شانِ خلیفہ میں کچھ بھی
نقصان نہیں آیا۔

حضرت فاطمہؑ اور امامؑ میں | حضرت امیرؓ اور حضرت زہراؑ کی شکر رنجی باہمی ہو جاتی تھی، یہ
بھی شکر رنجی ہوتی تھی، واقعات کچھ شیعہ پر معنی نہیں۔ پھر دونوں معصوموں میں کون ظالم

تھا، اور سچ وہی حضرت زہراؑ سے حضرت امیرؑ کا کیا حال ہوا تھا شیعہ کو ایسے مطاعن کرنے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ شیعہ اس مسئلہ میں خود موقوف ہیں۔ اول میراث کا دعویٰ کیا، جب جواب دندان شکن سنا بہرہ کا دعویٰ کیا، جب جواب پایا کہ شیعہ مذہب میں (میرہ ناشر) بدول قبض معتبر نہیں ہوتا اور قبضہ حضرت فاطمہؑ کا کبھی مذک وغیرہ پر ثابت نہیں ہوا ناچار وصیت کا دعویٰ کیا۔ اور خود بین ہے کہ وصیت اخت میراث ہے جب میراث اس میں نہیں ہو سکتی وصیت بھی نہیں ہو سکتی۔

غرض کتب شیعہ میں ایسی ہی روایات متعارفہ ہر باب میں موجود ہیں، جب کہ ان کو علماء اہل سنت کی طرف سے ایسے ایسے جوابات اپنی کتابوں سے معلوم ہوئے تو آنکھیں چار ہو گئیں، لہذا حاشی الامکان ہرگز اپنی کتب مذہب کو ظاہر نہیں کرتے۔ اصول مذہب ہندو و مجوس تک کی کتابیں چھپ گئیں مگر اس مذہب کی ایک کتاب نہ چھپی (باوجود اس قدرت و تروت کے) بہر حال اس قوم کو باوجودیکہ اپنے معائب مذہبی پر اطلاع ہوئی مگر اپنی سوء عقیدت سے باز نہیں آتے۔

فدک اور حضرت علیؑ | خیر، ان سب کے ذکر کے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اقوال تمہارے اور امام باقرؑ صادق ہیں تو حضرت امیرؑ نے اپنی خلافت میں یہ ترکہ اولاد فاطمہؑ و عباسؑ کو کیوں نہیں دیا؟ آیا حضرت امیرؑ بھی غاصب ہی تھے؟ اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب امام باقرؑ کے حوالے فدک کر دیا، انھوں نے اپنے پاس رکھا، کیوں علیؑ فرائض اللہ تقسیم نہ کیا

آیا یہ بھی ظالم ہی تھے؟ معاذ اللہ

سیدہ کی تدفین | اب باوجودیکہ حضرت زہراؑ رنجیدہ (خلیفہ سے) نہیں مریں، پھر خبیثہ دفن

کرنا ان کو اس سبب تھا کہ حضرت فاطمہؑ بہ سبب کمال اپنے تشریحیہ کے شرم کرتی تھیں، (اس سے) کہ میراجنازہ مردوں کی نظر سے گزرے گا کہ اس زمانہ میں لعش جنازے پر نہیں ہوتی تھی، لہذا حضرت اسماءؑ کو وصیت کی تھی کہ تم اور حضرت علیؑ مجھ کو غسل دے کر خبیثہ دفن کرو مجھ

اور بالفرض اگر کوئی اور وجہ تھی مگر جب وہ ناخوش نہیں رہی تھیں تو پھر اس کا طعن حضرت ابو بکرؓ پر کیا ہے؟

سیدہ کی قبر بقیع میں ہے | اب یہ طعن کہ اہل مدینہ کو خبر قبر حضرت فاطمہؓ کی معلوم نہیں، بالکل مُہمل ہے کیوں کہ (اول تو) قبر ان کی بقیع میں ہے، سب کو معلوم ہے اور اگر بھلا تو دہا بل مدینہ کو ہے تو اس میں ابو بکرؓ پر کیا طعن ہے؟ مگر شیعہ مدعیانِ محبت سے پوچھنا چاہیے کہ آپ فرمائیں کہ قبر حضرت ذہراؓ کہاں ہے، آپ کو بھی کچھ معلوم ہے؟

الغرض اے مسلمانو! ذرا انصاف کرو، اس خرافات پر تو کوئی کافر بھی تاب نہ لائے گا کہ اسلام کا دعویٰ کریں اور قرآن و عترت کو رد کریں اور اپنی نفسانیت سے مقبولانِ الہی کو کافر و مرتد ٹھہرا دیں کیا اسی کا نام اسلام اور سیرتِ ثقلین پر چلنا ہے؟

ہرگز نہ بادرستی آید بروئے اعتقاد
ایں ہمہ ہا کہ دن و دین ہمیں بدداشتن

پیغمبر تو مخالفینِ ثقلین پر لعنت کریں، اور حق چھپانے والوں پر نفرین بھیجیں اور شیعہ کچھ خیال نہ کریں۔ اس قرآن خوانی سے سوائے لعنت کے کیا حاصل؟ دُبَّ قَالَ لِقُرْآنٍ وَ الْقُرْآنُ یَلْعَنُہُ۔ اور امام محمد باقرؑ جو صدیقِ رہ کو صدیق نہ کہے اس کو بددعا فرما دیں، اور تم ان کو کافر کہو؟ آیاتِ اب کافر ہو یا نہیں؟ جو خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو سچا جانے اس بات میں ہماری تسلی کر دے، تعجب ہے کہ تم ایسی واضحاتِ بینات کو دیکھ کر عبرت نہیں لے کرے اور ائمہ کو کاذب جانتے ہو، اور تقیہ کے نام سے ان کو سب کچھ نہلاتے ہو۔ وَاللّٰهُ الْهَادِی



سوال چہارم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتمؑ تک کوئی نبی یا اس کا خلیفہ بغیر تقرر خدا ہوا ہو تو ہمیں بتائیے، بلکہ جس نبی اور رسول کو خدا نے بھیجا تو امت نے اس سے معجزے طلب کیے، اس پر بھی قلیل ایمان لائے، ان میں بھی خالص کم اور منافق زیادہ جو کہ کسی مصلحت دنیا سے ایمان لائے۔ دُور کیوں جاؤ اسی امت کا حال دیکھو کہ جناب رسول خداؐ کے کیسے معجزے دیکھے، اس پر ایمان نہ لائے۔ تا آنکہ یہ ارادہ کیا کہ منزل عقبہ میں پیغمبر خداؐ کو شہید کر ڈالیں۔ تفسیر کشاف اور استیعاب میں دیکھو، اور صحیح بخاری میں دیکھو، کہ کون کون، منافق تھا، ان میں سے کوئی صاحب بھی ان معجزاتِ باہرہ پر ایمان نہ لائے اور نبوت کا یقین نہ کیا۔ سب جاتے دو، ان کے بیان میں طول ہے۔ مشکوٰۃ شریف کو ملاحظہ کرو۔ حضرت فاروقؓ کا حال کیا لکھا ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ سن شریف تو بُت پرستی ہی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کلمہ اسلام بھی کتنے معجزات دیکھ کر پڑھا، اور کتنے معجزے حضرتؐ کی خدمت میں رہ کر دیکھے، پھر بھی جب آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں کفار سے صلح کی تو اس وقت بطون ان کا چھپ نہ سکا آخر کھل ہی پڑے اور بولے کہ مجھے ایسا شک نبوت میں کبھی نہ ہوا تھا جیسا آج ہوا۔ دیکھو معجزات کے مشاہدہ پر تو ان کا یہ حال تھا، اب یہاں کوئی بتاؤ کہ اجماع کو نہی کتاب کے حکم پر ہوا کہ صاحب کی نبوت ہی میں شک تھا اور حضرت ابو بکرؓ میں کو نہا معجزہ سب پیغمبروں سے کامل دیکھا کہ ان پر ایمان لائے، اور اب حضرات اہل سنت نے کہ نئے معجزات اور دلائل اور

براہین پر چند جہلاء کی خلافتِ اجماعی کو مستبول کیا کہ جس کے رئیس اور بانی مہمانی ہی کو نبوت میں شک تھا۔ اور خلافتِ اجماعی پر کیوں کہ اعتقاد قائم ہوا، باوجودیکہ وہ عترت پیغمبر صاحبِ فضل بھی موجود تھے جس کی اطاعت کو حکم خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم خاص و عام ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صاحبِ اولوال الامر چاہتے تھے یا خواہش نفس کی، یہ سراسر مخالفتِ خدا اور رسول کی ہے، اسی کا نام اسلام ہے؛ سبحان اللہ ایسوں کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے یا اولوال الامر کی کچھ تو البتہ ہوا کی اطاعت سے منہ موڑو۔

غور تو کرو، کہ کیا اہلِ اجماع کا مرتبہ انبیاء سے بھی بڑھا ہوا ہے؛ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے حکم خدا حضرت ہارونؑ کو خلیفہ نہ کر سکے۔ اپنی کتابوں کو تو دیکھو۔ ثعلبی وغیرہ علماء اہل سنت روایت کرتے ہیں، اس کے بیان میں طول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے انگوٹھی سائل کو رکوع میں دی تو جبرائیلؑ نے بھی دعا کی مثل حضرت موسیٰؑ کے۔ اور یہ عرض کی وَاجْعَلْ لِّيْ ذَرِيْرًا مِّنْ اٰهْلِىْ عَلِيًّا يَعْنِيْ "گردان میرا وزیر علی کو" خدا نے اِنَّمَا وَلِيْتُكُمْ اللّٰهَ منازل کیا۔

یاروز غازی کے بعد جب سب لوگ اقرار و عہد کر چکے ولایت جناب امیرِ مہمان تو ایک منافق پر کہ ظاہر اسے حاکم ہوتا حضرت کا ناگوار ہوا آسمان سے پتھر گرا۔ تفسیر ثعلبی میں دیکھ لو۔ پس اخطب خوارزم نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام نے حکم دیا کہ علی کو سب لوگ امیر المؤمنین کہا کریں کوئی نام نہ لے تب آنحضرتؐ نے حکم دیا، اور اپنی طرف سے حکم نہ دیا سو کچھ قرآن میں کہ ملائکہ کی رائے باخلافت ملائکہ میں مستبول نہ ہوئی کیا اہلِ اجماع کی رائے سب پر بلند تھی؛ حالانکہ بعض نے اپنے نفاق و ایمان کا حال تو حدیث سے پوچھتے تھے بخاری میں دیکھ لو۔

سبحان اللہ! جو ایسے خود غلط ہوں وہ غیر کہ وزیر و خلیفہ بنانے کو بیٹھیں اور امیر المومنین
 بنا دیں اور اولوال الامر مسترار دیں، یہ تو مہبت کا خدا قرار دینا ٹھہرا۔ پس جس نے اولوال الامر
 اپنی خواہش نفس سے بنایا اس نے دوسرا خدا ہی بنایا، ایسی حالت میں جو لوگ سوائے
 معبود برحق کے غیروں کو خدا جانتے ہیں ان پر کفر کا اطلاق اہل سنت کو نہ چاہیے
 کیا اہم سابقہ کا حال قرآن میں نہیں پڑھا، پس ان میں اور تم میں کیا فرق ہے
 اگر تم ان حرکتوں کے ساتھ مسلمان رہے تو وہ کبوں کا فر ہوئے کس لیے کہ اس
 میں اور اس میں دونوں میں بندگی الہ ہو اکی ہے۔ اَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اللّٰهُ هُوَ اَ
 خدا نے کس کو شرمایا ہے۔

پس بغیر حکم پیغمبر کسی کو نائب، خلیفہ پیغمبر بنانے اور جاننے والے بندگان خدا
 باہر ہیں یا نہیں؟ ہمیں مجھا دو۔ فقط



www.besturdubooks.wordpress.com

Www.Ahlehaq.Com

جواب سوال چہارم

العقاد خلاف شوری سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا

ماشاء اللہ اس سوال میں آپ نہایت زور شور پر ہیں مگر سلیقہ و تمیز خدا داد ہے اصل یہ ہے کہ انبیاء تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کے تقریر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کلام ہے۔ البتہ نزاع اس میں ہے کہ بعثتِ رسلِ شیعہ کے مذہب میں حق تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے، اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ کے ذمہ پروا جب نہیں جو کچھ خیر بندہ کے واسطے کرے، عین احسان بندہ پروری ہے سو اس میں بحث نہیں، لہذا ہم کو اس میں کچھ لکھنا بھی ضروری نہیں اور خلفاء و ائمہ کے تقریر میں شیعہ مدعی ہیں کہ وہ منصوص من اللہ ہونا چاہیئے، سنت جماعت اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نص ہوئی امام کے باب میں ضروری نہیں، تو آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یوں تو تقریر خدا تعالیٰ کے کوئی ہوا ہو تو تباد؟ عجیب ہے کہ آپ ایسے عالم اپنے مذہب کے ہو کہ تجاہلِ عارفانہ کرتے ہو، خیر ہم کو اس سے کیا غرض، آپ کا سوال پورا کرنا چاہیئے۔

عقد خلافت اور حضرت امام | منہج البلاغہ جو آپ کی کتاب قرآن شریف سے بھی زیادہ معتبر ہے اس میں نامہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کہ حضرت معاویہؓ کے نام پر لکھا ہے اور پہلے اس میں نقل بھی ہو چکا ہے، اس میں یوں ارشاد ہے ذرا ہوش کر کے سنو:-

لے از حضرت گنگوہی رحمہ (ناشر)

إِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمَوْا مَامَا
كَانَ لِلَّهِ رِضًى -

(ترجمہ) "بیس یوں ہی ہے کہ مشورہ معتبر حق مہاجرین و انصار کا ہے، سودہ اگر جمع ہو

جائیں ایک شخص پر اور مقرر کر کے امام بنالیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے۔"

اب دیکھو کہ خود جناب امیرؓ اپنی ہی امامت کو بالشوری فرماتے ہیں، آپ اپنے ہی گھر کو
دیکھو، حضرت کے حال سے کیا استفسار کر کے حاصل کرو گے۔ اگر خلافت حضرت امیرؓ کی اللہ
کی طرف سے منصوص ہوتی تو شوری مہاجرین و انصار کی حجت سے حضرت معاویہؓ کو کیوں
الزام دیتے؟ خود نص خداوندی یا نص ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے
خدا اور رسولؐ کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا اجماع کا؟ اور شوری مہاجرین و انصار کو اگر
معاویہؓ معتبر جانتے تو تکرار ہی کیوں کرتے؟ باوجود اس کے یہ کہ ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے
اگرچہ تم معتبر نہ سمجھو۔ تو اب نہیں معلوم کہ آپ اس کلام حضرت امیرؓ کو بھی صادق جانتے ہیں
یا یہ بھی کاذب محمول تقیہ پر ہی سمجھ رہے ہیں؟

صاحب منہاج کا انصاف | یہاں صاحب منہاج شیعہ نے انصاف کیا اور کہا کہ قولہ
إِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ المزدلیل صحت مذہب اہل سنت ہے۔ اگر آپ بھی
انصاف پر آجائیں تو لائق ہے۔

الحاصل جو نبی ہو صاحب مراتب اس کے توابع ہوئے کسی کے قلیل کسی کے کثیر، اور ہمارے
سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھوکھڑا آدمی توابع ہوئے چنانچہ بارہ ہزار کے صحابہ
ہونے کی نص تو آپ کی کتاب ہی ثابت ہے، تو اتنے تو آپ کو بھی واجب التسليم صحابہ
جاننے پڑے۔

منافقین کو صحابہ جانتے تھے | اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے رہے تھے ہر چہ ان کے
نفاق کی خبر صحابہ کو تھی، مگر حکم ظاہر پر تھا اور انجام کار سب متمیز ہو گئے تھے کسی کا حال غنی نہ رہا تھا

اور جو لوگ تبوک کے غزوہ میں (لیلیۃ العقبۃ) بے ادبی کے قصد سے آئے تھے وہ بھی بعض صحابہ کو معلوم تھے اور جو پتہ ان کی موت کا حضرت نے فرمایا ویسا ہی سب نے دیکھا، اور تصدیق ان کی ہو گئی۔ اب تفسیر کشف جارا اللہ معتزلی کی ہم کو دیکھنی یا استیعاب کا دیکھنا کچھ ضروری نہیں۔ اور نہ اس واسطے حاجت بخاری کی ہے۔ سب اہل سنت جانتے ہیں مگر استیعاب و بخاری سے تم نے یہ نہ لکھا کہ کس مقام پر ان کتابوں میں ان منافقوں کے نام مرج کئے ہیں؟ تاکہ آپ کا مافی الضمیر معلوم ہوتا۔ ایسے مہمل اشارات سے تو کچھ کام نہیں چلتا چند آدمی اہل نفاق جن کا نام ان کتابوں میں ہے عبداللہ بن ابی اور ذوالخویصرہ اور جبر بن قیس یہ تو سب کے نزدیک منافق ہیں پھر کتاب کا دیکھنا کیا ضرور ہے۔

مگر تم نے اگر اپنے عقیدہ فاسدہ کے معین کوئی بات اس میں گھڑی ہے تو اس کا اظہار ضرور تھا، تاکہ آپ کو اس کا جواب دانی ملتا۔ مگر بخاری سے کچھ کام نہ چلتا دیکھا، لہذا انہیں غائب دے گئے۔ اپنے نزدیک آپ نے ان پر ٹھوں کو دھوکا دیا ہے۔

اتنا ہم بھی کہے دیتے ہیں کہ بخاری سے (مثل قرآن شریف کے) اور اقوالِ عزت کے سب مہاجرین و انصار صحابہ کا صدق و اخلاص مثل آفتاب واضح ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ کے مطالعہ پر حوالہ کرتے ہو، سو جس قدر مضمون بخاری میں ہے وہی مشکوٰۃ میں ہے۔ اگر حوالہ مشکوٰۃ کا بنا بر تصدیق الفاظ موضوعہ (تھارے) واقعہ حدیثیہ (کے) اور اپنے فسادِ عقیدہ کے لیے ہے تو کمال خیانت ہے (دور از دیانت) اور اثر اس وعائے امام مقبول کا ہے کہ **فَلَا صَدَقَ اللَّهُ قَوْلُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ**۔ حضرت فاروق کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے زیادہ مذکور ہیں۔

حضرت فاروق کا اسلام اور فضائل | سنو کہ حضرت فاروق سال ششم مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے کی تھی کہ الہی دین کو قوت دے دے ساتھ ایک کے دو میں سے یا عمر یا ابوہریرہ مگر چونکہ ابوہریرہ کی تقدیر میں کفر و نارتھا، اس کو تو مفتی نہ ہوئی، اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

کو منصب وزارت جناب رسالت مآب کا ملنا تھا وہ مسلمان ہوئے اور آپ کے اسلام کے سبب اسلام ظاہر ہوا، اور آپ ہمیشہ مکہ میں کفار سے مقابلہ کرتے رہے، اور بعد اسلام کے جو کچھ فتوح و معاملات سامنے حضرت کے اور بعد وفات حضرت کے ہوئے وہ کچھ مخفی نہیں تقریباً بقدر تیس سال کے آپ نے جہاد اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں سعی فرمائی، بعد بلوغ کے اکثر عمر آپ کی اسلام میں گزری اور تھوڑی جاہلیت میں دیکھو کہ تمہارا یہ مقال کہ سن شریف بت پرستی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کس قدر بے ہودہ ہے۔ اولاً جب باخلاص کوئی مسلمان ہو تو ہزار برس کی بت پرستی پر ملامت کرنا حماقت ہے۔ دوسرے یہ آپ کا طعن واہی حضرت سلمانؓ پر بہت چسپاں ہے کہ ان کی عمر اکثر مجوسیت اور نصرانیت ہی میں گئی اور تھوڑی اسلام میں۔ حضرت عمرؓ تو قبل چالیس سال کی عمر کے (کوئی تینتیس سال ہی کی عمر میں مسلمان ہوئے، کمال عمر نہیں تھا بلکہ شباب تھا حضرت سلمانؓ کی تو ساری عمر کفر ہی میں گئی۔ اور عمارؓ و مقدادؓ بھی اہل بت پرست تھے اور آپ کا عبداللہ بن سبا بانی مذہب یہودی تھا اور حسب عقیدہ آپ کے حضرت امیرؓ کی خدمت میں مسلمان ہوا۔ سو یہ طعن اُلٹا تم پر ہی رجوع کرتا ہے۔

اور روز صلح حدیبیہ کے (حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم حق پر اور کفار باطل پر ہمارے قاتل جنت میں اور ان کے دوزخ میں، تو پھر ایسی دبی صلح کرنی مناسب نہیں معلوم ہوتی ہماری شجاعت و جانبازی دیکھی تو ہوتی، اس صلح پہ بار بار عرض کرتے تھے ہم کیوں نہیں کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے، یا نہیں ہونے دیں گے۔ بادب عرض کرتے تھے کہ اس میں حفت اہل اسلام ہے۔ مگر چونکہ وہ عالم مایکون نہیں تھے، یہ معلوم نہیں تھا کہ انجام اس کا بہت اچھا ہے۔ جب حضرت نے عرض آپ کی قبول نہ کی تسلیم کر لیا اور یہ لفظ کہ ”جیسا شک مجھ کو نبوت پیغمبر میں آج ہوا کبھی نہیں ہوا تھا“ ہرگز انھوں نے نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب اہل سنت میں یہ لفظ ہے۔ معاذ اللہ! یہ جرأت آپ کی؟ اور ایسا افتراء؟ اگر اس ہی لفظ

کے واسطے بخاری و مشکوٰۃ و استیعاب دکھاتے ہو تو بڑی غیرت کی بات ہے جیفت ہے کہ کچھ بھی آپ میں بوئے دیانت نہیں ہے۔ فرمائیے کس جا کو کسی کتاب میں یہ عبارت ہے لَا تَحُولُ وَلَا قُوَّةُ إِلَّا بِاللّٰهِ ایسا جھوٹ باندھنا۔

حضرت علی رضی نے حضور کے فرمانے | ہاں جب سہیل بن عمرو نے صلحنامہ کے لکھنے کے وقت کہا پر بھی لفظ ”رسول“ نہ مٹایا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو ہرگز تکرار نہ کرتے محمد بن عبد اللہ مکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب صلحنامہ جناب امیر رضی کو ارشاد فرمایا کہ یہ لفظ مٹا دو حضرت علی رضی نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں مٹانے کا، آخر حضرت نے خود حضرت علی رضی کے ہاتھ سے کاغذ لے کر آپ مٹایا۔ حضرت علی رضی عالم مایکون نے صاف انکار ارشاد مصطفویٰ کیا۔ پھر جو کچھ توجیہ اس فعل حضرت امیر رضی کی ذہن عالی میں ہوگی وہی توجیہ حضرت فاروق کی طرف سے قبول ہو جب معصوم اور عالم مایکون نے صاف انکار کر دیا تو بیچارے فاروق تو نہ معصوم تھے اور نہ عواقب الامور کے واقف، ان پر کیوں اتنا غصہ ہے؟ حاصل یہ ہے کہ کتب اہل سنت میں تو بجز مدائح فاروقی کوئی تنقیص کی بات نہیں۔ پھر ایسا دوسوہ عوام کو ڈالنا آپ ہی کا کام ہے۔

فضائل شیعین اور حضرت علی رضی | مگر حضور اپنی کتب معتبرہ کو ملاحظہ فرما کر قریر العین ہوں شرح نہج البلاغۃ میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی نامہ معاویہ میں (بعد ذکر شیعین کے) یوں ارشاد کرتے ہیں:-

لَعَزِمْنِي اِنْ مَكَانَهُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لِعَظِيْمٌ وَاَنَّ الْمَصَابِيْعَ الْجَرَحَ فِي الْاِسْلَامِ شِدَّةٌ رَحِمَهُمَا اللهُ وَجَزَاَهُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

(ترجمہ) ”قسم اپنی بقا کی تحقیق مرتبہ ان کا اسلام میں البتہ بڑا ہے اور مصیبت ان کے انتقال کی اسلام میں نقصان شدید ہے۔ اللہ رحم کرے ان کو اور بدلہ دیوے ان کو بہتر ان کے اعمال سے“

نکاح کلثومؑ اور نکاح کرنا حضرت اُمّ کلثومؑ کا بھی دلیل قاطع ہے اسلام و کمال فاروقی پر

سُئِلَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ تَزْوِيجِهَا فَقَالَ كَوْلَا أَنَّهُ رَأَاهُ أَهْلًا لَهَا مَا كَانَ يَزَوِّجُهَا أَيَّاهُ وَ
كَأَنَّتِ أَشْرَفَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (پوچھے گئے امام محمد باقرؑ نکاح کرنے کلثومؑ سے جواب دیا
کہ اگر عمرؑ کو علیؑ رضی اللہ عنہما سے نکاح نہ جانتے تو ہرگز نکاح نہ کرتے کہ وہ اشرف اور بزرگترین
عورتوں میں تھیں) سبحان اللہ آپ کے آئمہ تو یوں مدح حضرت فاروقؑ کی فرمادیں، اور آپ کو
یہ مایوس کیا۔ تعجب اور بیعت کرنا حضرت امیرؑ و حسنینؑ کا اور شریک مشورہ رہنا خود دلیل فضیلت
عمرؑ ہے مگر شیعہ نے بنا چاری تفسیر کر کے اپنی نواسی بیجا کو نبھایا اور حضرت امیرؑ و حسنینؑ کو
معاذ اللہ بے غیرت و نامرد اور سب کچھ بنا کر اپنی نفسانیت کو پارا تار دیا۔ نقل مشہور ”بیگانی
بدشگونی کو اپنی ناک کاٹنی“ پر ہے۔ ”دوستی بے خود و دشمنی ست“

خلافت صدیق اجماع صحابہؓ | اب آپ کو افضلیت عمرؑ اور جملہ مہاجرین انصار اپنی کتابوں
سے منعقد ہوئی تھی اور قرآن شریف سے جب معلوم ہو چکی تو سمجھو کہ ان مقبولوں کا

اجماع خلافت ابو بکرؓ پر بحکم کتاب اللہ اعظم الثقلین کے اور حدیث رسول اللہؐ اور عترت رسول
اللہ کے منعقد ہوا۔ آیۃ کتاب اللہ یہ ہے :-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

(ترجمہ) ”جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب
مؤمنین کے ہم حوالہ کریں گے اس کو جس کو اس نے کیا اور داخل کریں گے جہنم میں اور بُرے ٹھکانے

پہنچا“

اجماع کی مخالفت حرام ہے | سب مؤمنین کی مخالفت کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ یہ اجماع
ہی ہے اور احادیث بہت ہیں۔ مگر تم کو ہماری احادیث پر کب یقین ہے لہذا ترک کرتا ہوں، اور حدیث
حضرت علیؑ و آئما الشوریٰ لہما جریٰ و الانصار الخ اور پرند کو رہ چکی۔ اور حضرت امیرؑ بھی اس اجماع

میں داخل ہو گئے، اگرچہ بعد چھ ماہ کے ہی سہی۔ اجماع میں ایک وقت جمع ہونا شرط نہیں اور عذر تو وقت اس قدر مدت کا سابق مذکور ہو چکا۔ بنیہ معلوم کہ یہ قول فعل حضرت امیرؓ آپ کے نزدیک جمل فضائل ہے یا علم و ہدایت؟ پس اور کیا سائل کے کلام جہنم انجام کا جواب لکھا جاوے؟

اصحابِ ثلاثہ کی خلافتِ اجماعی | اور عذرِ شیعہ کہ حضرت امیرؓ کے گلو میں رسن بستہ کھینچ لاکر بیعت کرنا ماننے کے مفاسد دی اول تو وہی نصیحت اس قول نامعقول پر وارد ہے جو

پہلے عرض ہو چکی، اور دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ کے وقت جو حضرت امیرؓ نے اول و ہر میں بیعت کر لی جب کو کسی زنجیر معاذ اللہ آپ کی گردن میں باندھی گئی تھی؛ اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ساتھ خلافتِ ابو بکرؓ میں تو پچھ ماہ بہت بھی باندھی، ان اوقات میں اتنا بھی نہ ہو سکا۔ حق تعالیٰ ایسے محبون دشمنوں کو شرمادے۔

الحاصل جب یہ اجتماع خلافتِ ابو بکرؓ کا حسبِ ارشاد حضرت علیؓ و تصدیق فعل حضرت امیرؓ حق و موافق حکم کتاب اللہ ہو تو بیچارے سنت جماعت کیوں اس اجماع پر ایمان نہ لادیں؟ ہم تو ظاہر و باطن محبت علیؓ میں نہ مثل روانض، اب کہو کہ تم کس کو جہلاء قرار دیتے ہو؟ اپنے منہ پر طمانچہ مارو۔ معاذ اللہ اگر وہ جاہل تھے تو ان میں ایک جاہل علیؓ بھی تھے، اگر عمرؓ کو شک فی النبوت تھا، تو کلثومؓ کا شاک سے نکاح کیوں کر دیا تھا؟ اور اگر عترت کے واسطے حکم خلافت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی طرف سے صادر ہوا تھا اس ہی عترت نے کیوں بیعت کر لی تھی؟ مخالفت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی تھی۔ زیادہ تمھاری خرافات کا جواب کچھ ضروری نہیں، رو درِ جزا اپنے کردار کو پاؤ گے۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرنا بھی محض جہالت ہے۔ انبیاء میں کلام نہیں، اور بابِ امامت میں قول حضرت امیرؓ کا ہم پیش کر چکے ہیں اور ثعلبی ہرگز اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں، اس کی روایت اکثر روانض سے منقول ہیں۔

منج البلاغہ کو تو چھوڑو اور ثعلبی کے قول پر اعتماد کرو۔ حیث بریں محبت عترت آئیے انما ولیکم بشرط تسلیم بھی ثبوت خلافت بلا فضل نہیں | اور آیت اِنشَاؤِ یُکُمُ الْاٰیۃ

۶۳
میں کلام طویل ہے۔ اگر تسلیم کریں کہ خلافت حضرت امیرؓ میں نازل ہوئی تو خلافت بلا فصل کہاں سے نکلتی ہے؟ اُن کے وقت میں خلافت حقہ حضرت علیؓ پر ہی حصر تھی۔

آیت میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علیؓ اور شیعہ جو حصر مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو لازم ہے کہ کے بعد کوئی امام نہیں ہو سکتا حضرت امیرؓ کے بعد بھی کوئی امام حق نہ ہو سکے، کیونکہ

جب حصر حقیقی ہوا تو اول اور آخر یکساں ہو گا۔ عقل و دکار ہے۔ ایسی ہی روایت پھر کرنے کی وہی موضوع ہے اور اخطب خود از دم زیدی غالی کذاب ہے۔ اس کی روایت کھنی بھی (الزام اہل سنت میں) جہالت ہے۔

حدیث غدیر مثبت خلافت نہیں اور روزہ غدیر حضرت کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاه فعلی

مولاء، اہل سنت کے بس و چشم معتبر و مقبول، چنانچہ مبارکباد دینا حضرت عمرؓ کا حضرت امیرؓ کو اس بشارت پر اہل سنت کی کتب میں موجود ہے مگر بلا دلت شیعہ کا کیا علاج؟ حضرت علیؓ کے مولانا ہونے کا کس کو عذر و انکار ہے؟ مولاء کے معنی ناصر اور دوست کے آتے ہیں، اور متصرف کے معنی بھی ہیں، سو یہ عبارت کہ بعد اس کے ہے اَللّٰهُمَّ وَاٰلِ مَنْ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابُہٗ سَلَامٌ مِّنْ عَادَہٗ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابُہٗ سَلَامٌ کہ معنی مولاء کے یہاں دوست ہیں، اگر عقل ہو، سو دوستی حضرت علیؓ کے ساتھ اہل سنت کو اور سب صحابہ کو ہونا ثابت ہو چکی۔

اور سہلنا کہ معنی مولاء کے متصرف ہی ہیں تو حضرت امیرؓ اپنے عہد خلافت میں لاریب متصرف تھے ہم کو کب انکار ہے لیکن معنی مولاء کے اولیٰ بالتصرف کہیں لغت میں ثابت کرو، جب خلافت بلا فصل کا دعویٰ کرنا۔

یہ عزم شیعہ حضور کو ستر بار اور تماشہ ہے کہ حضرت سید البلغاء اس امر کو کہ بزم شیعہ رکن اظہار خلافت علیؓ کا حکم ہوا دین اسلام ہو، اور حضرت خداوندی سے اس قدر تقاضا

اس میں ہوا کہ:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

(ترجمہ) ”اے رسول پہنچا دے جو کچھ اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور جو نہ کرے گا تو، نہیں پہنچایا ہوگا تو نے اس کی رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھ کو لوگوں سے“

اور یہ رسالت اطہارِ خلافتِ علیؑ کی تھی، اور پھر ستر بار جب آپ کو حضورؐ ہوا یہی تاکید ہوئی کہ امرِ خلافتِ علیؑ کو ظاہر کر دو اور لوگوں کی اذیت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ نے کر لیا۔

آیہ میں ایہام و اشتراک ہے | اس پر ایسی موہم عبارت سے فرمایا کہ اول تو مشترک لفظ ہوا اور اس میں بھی جو کچھ بعض معانی سے مفہوم ہو سکتا، اس کے ساتھ بلا فصل کی قید نہ فرمائی پھر آخر فقرہ میں جو بلا اشتراک کچھ وہم بھی جاتا تھا اس کو بھی رلا ملا دیا۔ سبحان اللہ، خوب رسالت ادا ہوئی۔ اور خوب (باوصف تاکید یلئے خداوندی کے) اطہار امرِ خلافتِ علیؑ کی رسالت کو ظاہر و باہر تبلیغ کیا۔ اس میں شیخینؒ و صحابہؓ کی کیا تقصیر! جناب رسالت ہی معاذ اللہ بزعیم شیعہ عاصی ہو گئے۔ الٰہی تربیوں کیوں نہ فرمایا کہ اے لوگو! بعد میرے بلا فصل میرا خلیفہ مطلق اور وصی علی بن ابی طالبؑ ہے۔

حضور حضرت عباسؓ کو | اور پھر طفریہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت رسالتؐ (بزعیم شیعہ) حضرت خلیفہ نام و کر چکے تھے۔ علیؑ کو مجمع عام میں غدیر خم پر خلیفہ کر چکے تھے قطعاً، پھر بھی حزن

المؤمنین میں بروایت کلینی اور ابن بابویہ و شیخ طوسی و شیخ مفید باسانید معتبرہ امام زین العابدینؑ اور امام باقرؑ اور امام جعفرؑ سے روایت ہے کہ شدتِ مرض میں حضرت علیہ السّلام نے حضرت عباسؓ کو اور حضرت امیرؑ کو طلب فرما کر بموجب سب مہاجرین و انصار کے ارشاد کیا کہ اے عباسؓ میں انتقال کرنے والا ہوں، بعد میرے خلافت میری تم قبول کر کے مجھ کو اس مہم (خلیفہ بنانے) سے سبکدوش کر دو۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اس بار خلافت کے قابل حضرت امیرؑ ہیں، مجھ کو لیاقت اس عہدہ کی نہیں ہے الخ سبحان اللہ! دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر حضرت امیرؑ کو مجمع عام میں روزِ غدیر خم کے خلیفہ بلا فصل کر دیا تھا تو حضرت عباسؓ کو

کیوں ارشادِ خلافت تھا؟ اور حضرت عباسؓ کو کیا ضرورت لیاقتِ حضرت علیؓ کی جملانے کی تھی؟ کیوں نہ فرمایا کہ آپ ابھی دو اڑھائی ماہ گزرے کہ علیؓ کو خلیفہ بنا چکے ہو اور نہ کوئی اور اہلبیت بولا؟ تو معاذ اللہ یا تو جواب رسالت پر شیعہ عذر بن دیاں یا سہو و تجویہ کریں گے؟ یا کوئی اور عذر نامعقول ہوگا؟ مرجع عد و شود سببِ خیرِ خدا خواہد۔ مشورہ ملائکہ کا یہاں تعین نبوت میں ذکر کرنا جہالت (محل نزاع سے) ہے۔ پس زیادہ کچھ ضرورتِ جواب نہیں۔ اب بعد از یہ جو سائل بے ادب کلام بے لگام کچھ اپنے منہ سے سجدت و امداد علی مرتضیٰؑ بکتا ہے۔ اور ان کو منافق کہہ کر تعبیر کرتا ہے اس کا کیا جواب دیں؟ معاذ اللہ! اگر وہ منافق تھے تو علیؑ اور حسینؑ ان سے بیعت کر کے اور انہی بہنِ مٹی کا نکاح کر کے کون ہوں گے؟ حیرانہ اللہ شکر الجزاء۔

حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا
کمال ایمان تھا اور اس کے دلائل

اور حضرت فاروقؓ حضرت حذیفہؓ سے بیشک اپنے
ایمان کا ثبوت پوچھتے تھے مگر یہ کمال ایمان تھا

جس کو اعداء نے محل منقصہ پر کیا۔ کیونکہ حدیث میں آپ کا ہے کہ عبرت خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگ جنت کا عمل کرتے ہیں، اور قریب موت کے کافر ہو جاتے ہیں، تو فی الحقیقت ان کا ایمان ایمان نہ تھا۔ بلکہ ظاہر میں ایمان اور نفس کے اندر کفر مکنون تھا کہ اس کو جاننا سوائے علام الغیوب کے طاقت بشری میں نہیں، یہاں تک کہ حضرت رسالت کو قرآن مجید میں یوں حکم ہوا قُلْ مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بَكُمْ اَللّٰهُ دَعَا نَحْنُ مَا نَشَاءُ وَمَا نَشَاءُ يَفْعَلُ مَا نَشَاءُ اور مؤمنین کی مدح میں فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور ملائکہ کے باب میں فرمایا يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ قُرْبٍ هُمْ سَوِيٌّ وَفَرِحُوا اپنے رسول کو باوصفیکہ ان سے خیریت خاتمہ کا وعدہ اور مغفرت جمیع ذنوب کا اقرار تھا اور نعمت عصمت کی بھی عطا فرمائی تھی مطمئن نہیں کر دیا اور ملائکہ معصومین بھی خوفناک ہیں، اور مؤمنین باوصف ایمان وعدم شریک و صدقہ و خیرات خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کو محل مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب دیکھو بے نیازی اللہ تعالیٰ سے عمر رضیوں کہ

مطمئن ہو جاویں، اور شیعہ جب کہ عدل کو ذمہ حق تعالیٰ کے واجب جانتے ہیں اور معصومین کو حجت دنیا ان کے مذہب میں حق تعالیٰ پر واجب ہے۔ پھر ان کو کس خوف نے گھبرا دیا؟ اور ان کا خوف کیوں کہ عمل مرجع ہو گیا؟ سو اس خوف میں حضرت عمرؓ کی کیا تقصیر ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَأْمَنُ مَكْرُ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ۔ سو اب مطمئن ہو جانے والے اہل خسارت ہوئے جیسا شیعوں کا شعار ہے، اور ڈرنے والے اہل ایمان ہوئے، اگر درباب عمر بشارات نبویؐ ہو، مگر بہر حال یہ بشارات وعدہ خداوندی سے (جو دربارہ رسول اللہ تھا) کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ سو جب رسول مطمئن نہ ہوں تو عمرؓ عالم مایکون نہیں تھے اور نہ ہی معصوم۔

امام سجادؓ و معصومیت کے باوجود حضرت سجادؓ فرماتے ہیں جو صحیفہ کاملہ میں موجود ہے اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے

قَدْ مَلَكَ الشَّيْطَانُ عَنَّا فِي سُوءِ الظَّنِّ وَضَعُفِ الْيَقِينِ وَاقِي أَشْكُو سُوءَ مُجَاوَرَتِهِ بِي وَطَاعَةِ نَفْسِي (ترجمہ) ”البتہ مالک ہوا شیطان میری باگ کا باپ بدظنی، اور ضعف یقین میں، اور میں شکایت کرتا ہوں بُرائی پر طوس شیطان کی اپنے ساتھ، اور فرمانبرداری نفس اپنے کی شیطان کے واسطے۔“

اور دوسری مناجات میں فرماتے ہیں اَنَا الَّذِي افْتَتِ الدُّنْيَا عَمَّا هُوَ سَبْحَانَ اللَّهِ حضرت سجادؓ و معصوم عالم ماکان و یکون یا وصف عصمت جب اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں کہیں اور عمر کو گناہوں میں کھونا پہچانیں اور سوء مجاورت شیطان کا شکوہ کریں اور اپنے ایمان پر مطمئن نہ ہوں، اگر حضرت عمرؓ بیچارے غیر معصوم اندیشہ نفاق رکھتے ہوں تو کیا عمل طعن ہو گیا؟ حضرت عمرؓ تو فقط نفس کی چوری کا اندیشہ ہی رکھتے تھے اور امام سجادؓ خود قطعاً اپنی باگ (ضعف یقین کے باب میں) شیطان کے ہاتھ میں فرماتے ہیں۔ لَسْتُ ذَا كَلِمَةٍ حضرت عمرؓ اور کلمہ حضرت سجادؓ میں موازنہ کر کے دیکھو، تو کس کا کلمہ بڑھ کر ہے؟ اگر کوئی توجیہ حضرت سجادؓ کے کلام کی ذہن میں سمائی ہے، تو وہی توجیہ حضرت عمرؓ کے کلام کی بھی ہے۔ ایسا بے ادب

کلمہ بکنا سخت خسارت داین ہے ۔

معاذ اللہ عمرہ منافق ہوں | خیر حضرت عمرہ تو مقام خشیت میں پوچھتے تھے مگر حضرت خذیفہ
تو خذیفہ جھوٹے ہوں گے جو ہمیشہ تسلی کرتے رہے، سو یا تو حضرت عمرہ منافق نہیں

اور ہمارا یقین یوں ہی ہے (نظر بدح ثقلین و مصاہرت حضرت امیرہ و صدق خذیفہ) اور
جو معاذ اللہ منافق تھے تو بہت سی غرابی مذہب شیعہ پر وارد ہوتی ہے، اور خذیفہ بھی معاذ

منافق، خائن، کذاب ہوں گے کہ ہر روز جھوٹ بولتے رہے، اور باوصف استفسار بھی

پس نہ بولے اور ہمیشہ دوست بنے رہے، مگر ہاں جب تم نے حضرت امیرہ کو سب کچھ بنایا

تو حضرت خذیفہ سے کیا پاک رہ گیا؟ اب ذرا سوچو کہ یہ غلطی کا لفظ کس کے منہ پر پھپ گیا؟ پس

ہے کہ آسمان کا تھو کا تھو کہنے والے کے منہ پر آتا ہے اور حضرت عمرہ کو خلیفہ بنانا ایسا کارگر

ہو کہ تمام مہاجرین و انصار نے اور خود حضرت امیرہ نے قبول کر کے ان کو اول الامر بنایا، اب

نہیں معلوم کہ آپ کے نزدیک حضرت امیرہ نے بیت کا خدا قرار دیا تھا یا دوسرا خدا خواہش

کا بنایا تھا؟ اور ان پر کفر کا اطلاق تم جیسے محبت کینہ پرور بدگام کر دو گے، یا کچھ پاس ادب کھو گے؟

اہل سنت تو اتباع ثقلین کا دم بھرتے ہیں، اور حسب حکم خداوندی و عزت باجماع

خلیفہ بناتے ہیں۔ اب سب روایات و احکم سمجھ کر ہم کو سمجھا دو کہ اپنی خواہش کا پوچھنے والا

کون ہے؟ تاکہ آپ کے منہ سے حق ظاہر ہو جاوے وَاللّٰهُ الْهَادِی



سوال نمبر ۱۰

پوچھو اپنے علماء سے کہ عزتِ پنہیرم کو جھوٹا کہنے والا اور جاننے والا مسلمان ہے یا کافر اور مکذب خدا اور رسول ہے یا نہیں؟ پس جب وہ علماء اقرار کر لیں کہ ہاں ایسا شخص مکذب خدا اور رسول ہے تو پوچھو کہ جنہوں نے بعد امور معلومہ کے آپ کو صدیق اور فاروق کہلوا یا اور تم سب لوگوں نے کہا پس ایسی صورت میں مکذب ہو کر مسلمان رہے یا نہیں۔ اس کا جواب ان سے لو۔ فقط !

www.besturdubooks.wordpress.com



Www.Ahlehaq.Com

جواب سوال پنجم

جواب اس سوال کا ادھر کی تحریرات سے مشرح معلوم ہو چکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ عزت کو کاذب کہنے اور جاننے والا کافر ہے، اور مکذّب خدا اور رسول (حسب زعم تحارے کے) بناءً علیہ جو مہاجرین و انصار کو منافق اور مرتد جانے، اور حضرت صدیق کو صدیق نہ کہے حالانکہ قرآن شریف میں حق تعالیٰ ان کو جنتی فرماتا ہے، اور حضرت امیرؓ ان کو مقبول و مقرب بتلاتے ہیں، اور حضرت محمدؐ باتسّر ابو بکرؓ کو صدیق، اور صدیقؓ نہ جاننے والے (ان کے) کو مکذّب فی الدارین، اور حضرت امیرؓ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو حق ارشاد کرتے ہیں، تو وہ مکذّب الثقلین ہوا اور دائرۃ اسلام سے خارج، اور سزاوار دار البوار جہنم، اب دیکھو کہ مصداق اس کا کون ہے سنی یا شیعہ؟ واللہ الہادی۔



سوال ششم

پوچھو اپنے علماء سے کہ یہ حدیث متفق علیہ نہ یقین ہے کہ جو نہ پہچانے امام زماں کو وہ کافر مارتا ہے۔ پس جناب امیر المؤمنینؑ مکتب خلافت ابوبکرؓ اور خود مدعی خلافت تھے جیسا کہ کلمات ابوبکرؓ سے سوال سوم میں ظاہر ہوا کہ اگر کوئی چاہے تو اس باب میں ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ غرض تباؤ کہ ان میں سے کس نے امام برحق کو نہ پہچانا اور سب تو سب جناب فاطمہؓ جو بالاتفاق ناراض گئیں وہ کس کو امام جانتی تھیں بھلا ان کو تو تم کا ہے کو مانو گے کہ ان کی تو تم تکذیب ہی کرتے ہو کہ مقابل کو صدیق اور فاروق کہتے ہو مگر یہ تباؤ کہ ام المؤمنین عائشہؓ کس کو امام پہچان کر دنیا سے گئیں کہ وہ تو تیسرے خلیفہ کو فتنل کیا کیں اور لعنت کیا کیں، اور چوتھے سے لڑیں۔ اس کے سوا آپ بھی ساکراۓ اثنا عشر کے منکر کس کو امام جان کر کس دین پر مرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو قول پیغمبرؐ لغو ٹھہرتا ہے، اور یہ محال اور خلاف دین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امامت بر نباء مذہب اہل سنت رکن ایمان نہیں ہے تو کہو کہ پھر ترک خلفاء اجماعی پر شیعہ کا کیا نقصان ہے کس لیے کہ انھوں نے بارہ خلیفہ معین کردہ خدا، مانے۔ اگر ان کا مذہب حق ہے تو آپ کس دین پر گئے؟ کیونکہ ان کے نزدیک امامت رکن ایمان ہے فقط



جواب سوال ششم

تحریفات شیعہ

یہ حدیث جس کا آپ ترجمہ نقل کرتے ہیں، اور اس کو حدیث متفق علیہ فریقین قرار دیتے ہیں، بایں معنی ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں یہ حدیث منقول نہیں ہے۔ یہ محض آپ کا دروغ بے فروغ ہے شیعہ کی عادت ہے کہ یا تحریف الفاظ میں کر دیتے ہیں یا معنی میں تبدل و تغیر کر دیتے ہیں۔ اور مقصود مقابلہ و تباہی (اہل اسلام کا اس فعل شنیع سے) ہوتا ہے۔ اب سنو کہ یہ حدیث جو بعضی کتب عقائد میں مسطور ہے بایں الفاظ ہے :-

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

(ترجمہ) ”جس نے نہ پہچانا امام زمانہ اپنے کو تو وہ مرانا زمانہ جاہلیت جیسا“

یعنی زمانہ جاہلیت قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ خود وضع تھے کسی ایک حاکم پر مجتمع نہ تھے، مگر گھر حکومت تھی، بعد بعثت ذات بابرکات کے سب ایک حاکم پر جمع ہو گئے۔ اب اگر کوئی اپنے وقت کے مقتدا کو نہ پہچانے اور اس سے جدا رہے تو اس کی موت بھی اسی زمانہ جاہلیت جیسی ہوئی۔

امامت کا صحیح مفہوم | اور لفظ امام کا خلیفہ و حاکم ظاہر پر ہوتے ہیں اور مقتدا اور پیشوائے

۱۵ از حضرت گنگوہی رحمہ (ناشر)

دین کو بھی کہتے ہیں۔ سو باعتبار معنی اول کے تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ اگر خلیفہ وقت کوئی موجود ہو جسے کہ اہل حل و عقد نے اس کو اپنا امام مقرر کر لیا ہو اور پھر اس کو کوئی شخص نہ مانے اور جماعتِ مسلمین سے جدا رہے اور اسی حالت میں وہ مر جاوے تو اس کی موت جاہلیت کے زمانہ کی طرح کی موت ہوتی، یہ معنی کہ وہ عاصی ہے نہ کافر۔ اور اگر اس زمانہ میں کوئی ایسا امام المسلمین موجود ہی نہیں، بلکہ زمانہ فتنہ و افتراق کا ہے، تو نہ امام زمانہ موجود اور نہ اس کے پہچاننے کی کوئی سبیل، کہ تعریفِ شے بعد وجود شے ہوتی ہے نہ قبل وجود شے۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسالت نے ایام ایام فتن میں امام نہ ہوگا فتنہ سے اور قتالِ فتنہ سے جب ڈرایا تو اس میں

حضرت خلیفہؑ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ فرمایا کہ جماعتِ مسلمین کے ساتھ رہو، عرض کیا اگر نہ ہو امام و جماعتِ مسلمین؟ فرمایا کہ یک سو ہو جا سب ان فرقوں سے۔ تو معلوم ہوا کہ بعض زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں امام مسلمین موجود نہ ہو ایسے حال میں تعرفِ امام زمانہ کا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

اور اگر بمعنی ثانی ہے تو مقتداۓ دین ہر زمانہ میں ہوتا ہے جو ضرور یا دین اور راہ و رسمِ اسلام کی تلقین کرے، اور بعد ہر مدتِ تلو سال کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ بدعاتِ حادثہ کو قمع کرتا ہے اور حسبِ استعداد اہل اس زمانہ کے، تحدیدِ طریقِ تحصیلِ ظاہر دین و باطن دین کرتا ہے۔ تو اس کا نہ جاننے والا بھی البتہ بموتِ جاہلی عصیاں میں مرتا ہے سو یہ معنی حدیث کے تھے۔

ترجمہ حدیث میں تخریفات | اب سائل کی تخریفاتِ منوی سب ظاہر ہو گئی کہ ترجمہ حدیث کو یہ کہتا ہے کہ جو نہ پہچانے امام زمانہ کو وہ کافر مرتا ہے۔ بجان اللہ کیا جرات ہے یا عدم سلیقہ اور نادانیتِ علم باعث اس خطا کا ہوتی ہے اور اگر شیعہ کے یہاں یہ حدیث ہمیں الفاظ ہے تو اہل سنت کو دھوکا دینا کہ متفق علیہ فریقین ہے سخت بے جا بات ہے اور یہ بات

ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر کا ہونا ضروری ہے۔
 چنانچہ واضح ہو گیا، اور نہ کسی حدیث اہل سنت سے یہ ثابت ہوا، بلکہ اہل سنت کے یہاں
 یہ ثابت ہے کہ بعض زمانہ میں امام ظاہر نہیں ہوتا، اور یہ خود بین بات ہے۔ ہاں ایسے وقت
 میں مسلمانوں کو واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنا امام معتمد رکریں ورنہ گنہگار رہوں گے مگر شیعہ
 کے یہاں ہر زمانہ میں امام ظاہر حق تعالیٰ پر ضروری ہے کہ مقرر کرے۔ اور امام دکن اسلام ہے
 اور امام معصوم بھی ہونا چاہیے۔ سو پاس اُن قواعد کے جب ظاہر میں خلافت اس کے مشاہدہ
 ہے تو طرح طرح کی دہشتا امامت کے بارے میں خلافت نقل و نقل ان کو اپنے سر پر دھرنی پڑیں۔
 بعد اس کے اب سنو کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نصب امام بمشورہ ہوتا ہے اور حضرت
 امیرؓ کی خلافت بمشورہ ہوئی، اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کہ حضرت امیرؓ نے قبول کیا پہلے یہ
 سب بیخ البلاغہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اور حضرت زہراؓ بھی جو کچھ طال باقتضائے بشری
 رکھتی تھیں اس کو دفع کر کے بخوشی اجازت تصرف اموال بیت المال حضرت ابو بکرؓ کو
 دے کر اس رضامندی اپنی پر حق تعالیٰ کو گواہ کر گئیں، اور یہ سب ہم معتبرات کتب شیعہ
 سے ثابت کر چکے ہیں، تو یہ اقوال سائل کے کہ علیؓ مکتوب امامت ابو بکرؓ دیتے تھے اور حضرت
 فاطمہؓ ناراض حضرت ابو بکرؓ سے مرے، سب بالکل ہذیان محض رہ گئے۔ چنانچہ ہر نقل
 پر غنی نہیں۔ اور ہم مثل سائل کے بار بار ایک بات کو قلمبند کریں کیا ضرورت ہے؟ اور جب
 حضرت محمدؐ باقتضائے ابو بکرؓ کو صدیق کہا اور جانا۔ تو اہل سنت پر کیا طعن ہے؟ البتہ
 تم مکتوب امام اور غیر مصدق القول فی الدارین، بہ ارشاد امام ہو۔

حضرت صدیقؓ پر افتراء | اور حضرت عائشہؓ نے بھی ذی النورین کو امام مانا، اور یہ جو
 سائل لکھتا ہے کہ عائشہؓ امام ثالث کو نقش کھتی تھیں، اور لعنت کرتی تھیں، معاذ اللہ یہ
 محض طوفان بہتان ہے روافض کا۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں۔ امام کے
 ساتھ گستاخی ہمارے مذہب میں حرام ہے البتہ شیعہ کے یہاں یدین دین ہے کہ اپنے ائمہ کو سب

کچھ بنا رکھا ہے صریح زبان پر لانے سے رُواں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اہل عقل باور کر سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ امام ثالث کو لعنت کیا کریں، اور پھر اپنے بھائی سے ہی ان کا قصاص طلب کریں؟ یہ خبر پاکر کہ قاتل خلیفہ میرا بھائی ہے، اور بات طلب قصاص اس قدر تکالیف اٹھائیں یہ بات خوش ہونے کی ہوتی۔ مگر یہ خیالات فاسدہ مجاہدین و حقا کے ہیں کہ جن کے اصول دین ہی تخیلات پر مبنی ہیں۔

صدیقہ قاتلین عثمان | ابن السمان محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے :-
 اِنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ تَلَعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ
 يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ يَهْمًا وَجْهَهُ فَقَالَ اَنَا الْعَنُ قَتْلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّهْلِ
 وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

(ترجمہ) ”البتہ علیؓ کو خبر پہنچی کہ عائشہؓ لعنت کرتی ہیں قاتلین عثمانؓ کو پس اٹھائے اٹھ حضرت علیؓ نے یہاں تک پہنچایا دونوں ہاتھ کو منہ کے مقابلہ تک، پھر فرمایا کہ میں لعنت کرتا ہوں قاتلین عثمانؓ کو اللہ لعنت کرے اُن پر زمین پست و پہاڑیں۔ دو یا تین بار فرمایا۔
 اس روایت سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ قاتلین کو لعنت کرتی تھیں، اور حضرت علیؓ بھی قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجتے تھے۔ اس سے حق جاننا خلافت عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ کی طرف سے محقق ہو چکا اور سو اس سائل کا مرتفع ہو گیا۔

صدیقہ علیؓ کی خلافت | اب سنو کہ حضرت امیرؓ کی خلافت کو بھی حضرت عائشہؓ رخصتی جانتی تھیں
 کو بھی حق جانتی تھیں | اور ان کی محبت کو عبادت پہچانتی تھیں۔

رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حُبُّ الْعَلِيِّ عِبَادَةٌ۔

(ترجمہ) ”دیلمی نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب علیؓ عبادت ہے۔“

صدیقہ اور امام کے مقابلہ کا پورا منظر | اور یہ واقعہ شہادت حضرت عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ

کے پیچھے ہوا۔ حضرت عائشہؓ حج کے واسطے مکہ گئی تھیں۔ اور بیعت حضرت امیرؓ بھی پیچھے ہی ہوئی تھی، طلحہؓ اور زبیرؓ اور بعض دیگر مدینہ میں قتل عثمانؓ پر تاسف کرتے تھے، اور قصاص عثمانؓ پر عرصے تھے، اور قتلہ عثمانؓ حضرت امیرؓ پر حاوی ہو رہے تھے۔ لہذا استیفائے قصاص میں جلدی کرنی مصلحت نہیں تھی۔ مفسدین کو جو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ قصاص کی فکر میں ہیں انھوں نے طلحہ وغیرہ کے مارنے کا قصد کیا، یہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہنچے، اور حضرت عائشہؓ سے بیان کیا (جو کچھ واقع ہوا) اور یہ بھی کہا کہ امیر المؤمنینؓ بنا، مصلحت قصاص لینے میں سکت ہیں اور مفسدین کی طغیانی بڑھتی جاتی ہے۔ جب تک قصاص نہ لیا جاوے گا بندوبست نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہؓ نے تجویز کیا کہ جب تک وہ اشیاء مدینہ میں ہیں، تم وہاں نہ جاؤ اور کہیں رہو، اور امیر المؤمنینؓ کو بہ تدبیر ان سے جدا کر لو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہوجادیں تب قصاص لینا چاہیے۔ سب نے اس صلاح کو پسند کر کے بصرہ وغیرہ کو کہ مجمع جنود مسلمین تھا ارادہ کیا اور مقرر ہوئے کہ حضرت عائشہؓ بھی ہمارے ساتھ چلیں کہ آپ کی پناہ میں ہم کو امن رہے گا ناچار حضرت عائشہؓ بھی بصرہ کو گئیں۔

مفسدین نے یہ خبر حضرت علیؓ کو یوں دی کہ عائشہؓ جنگ کے واسطے لوگوں کو جمع کرنے بصرہ گئی ہیں، آپ ان کا تعاقب کریں جب حسنینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اور ابن عباسؓ ہر چند حضرت علیؓ کو مانع ہوئے کہ آپ نہ جائیں مگر رائے اشیاء کی غالب آئی۔ حضرت امیرؓ لشکر اپنا مع ان اشیاء کے لے کر قریب بصرہ کے پہنچے۔ اول ققاع کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اصلاح کو اور یہی جواب زبیرؓ و طلحہؓ نے دیا۔ ققاع نے کہا۔ پھر کیا صورت اصلاح ہے؟ انھوں نے کہا کہ استیفاء قصاص عثمانؓ۔ ققاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق ہو سکتا ہے، اول صلح کرو۔ انھوں نے کہا بہت خوب ققاع نے یہ خبر حضرت امیرؓ کو دی۔ آپ خوش ہوئے اور صلح کی ہوئی تیسرے روز صبح کو

حادثات ٹھہری کہ اس وقت کوئی مفسدین میں سے موجود نہ ہو۔

یہ خبر جو مفسدین کو پہنچی تو وہ گھبرائے، حیران ہو کر اپنے رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا کے پاس گئے، کہ اب کیا تدبیر ہے؟ سخت بلا آئی۔ اس نے کہا کہ تم رات سے اٹھ کر قتال شروع کرو، اور مشہور کرو کہ زبیر کی طرف سے عذر ہوا۔

مفسدین نے ایسا ہی کیا کہ رات سے اٹھ کر لشکر زبیرؓ سے آ کر قتال شروع کر دیا اور حضرت امیرؓ سے آ کر کہا کہ اس جانب سے عذر ہوا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ عذر حضرت امیرؓ کی طرف سے ہوا۔ غرض حضرت امیرؓ جو تشریف لائے تو قتال گرم تھا۔ بنا چاری بس ہوا جو کچھ ہوا۔ اس معرکہ میں جب طلحہؓ و زبیرؓ مواجہ حضرت امیرؓ کے ہوئے اور حضرت امیرؓ نے کچھ فرمایا تو زبیرؓ نادم ہو کر بیٹے اور طلحہؓ بھی بیٹ گئے۔ اس حالت واپسی میں بعد ندامت و توبہ یہ شہید ہوئے۔ **ندامت محل طعن نہیں** | اور حضرت عائشہؓ بعد اس واقعہ کے اس خطا پر زار زار روتی تھیں اور شیعہ خود مطاعن عائشہؓ میں نقل کرتے ہیں کہ آخر حال میں عائشہؓ کا کیا کرتی تھیں۔

قَاتَلْتُ عَلِيًّا وَكَوَدْتُ اِنِّي كُنْتُ نَسِيًّا مَّسِيًّا۔

(ترجمہ) "مقاتلہ کیا میں نے علیؓ سے اور دوست رکھتی ہوں کہ ہوتی بھول جاتی گئی۔"

سو توبہ و ندامت کو مطاعن میں شمار کرنا یہ بھی ایک بلاوت ہے۔ بہر حال عائشہؓ اور جو مقابلہ میں حضرت علیؓ کے تھے مقصود ان کا طلب قصاص تھا، اور ہرگز قتال بارادہ مخالفت نہیں ہوا۔ یہ محض خطا ہوئی۔ پھر بھی توبہ آپ کی ثابت ہو چکی۔ اور یہ لوگ معصوم، عالم و مکیون نہیں تھے۔

زلّت انبیاءؑ سے بھی ہوئی حضرت | **زلّت انبیاءؑ سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ قصہ حضرت آدمؑ**
علیؑ بھی خطا سے مامون نہ تھے | اور حضرت موسیٰؑ کا مشہور ہے اور حضرت امیرؓ باوصف عصمت و علم و ماکان و مکیون نہ مایا کرتے تھے۔

لَا تَكْفُرُوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقِّ أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلِ فَإِنِّي لَكُنْتُ أَمِنَ أَنْ أُخْطِئَ
رواہ الکلیتی ۔

ترجمہ: امت باز و بحق بات کہنے سے اور مشورہ عدل دینے سے کہ بیشک میں مامون نہیں ہوں خطا کرنے
اور معذرت ثابت ہو اگر شیعہ کے نزدیک ایک دو گناہ کبیرہ سے تو عصمت بھی نہیں جاتی،
چہ جائے کہ اسلام و عدالت، جیسا قصہ حضرت یونسؑ میں منقول ہو چکا ہے پھر یہ لوگ عارب علیؑ
باوصف تو بہ و ندامت کیوں ملازم ہیں؟

الحاصل ان لوگوں نے امامت حضرت امیرؑ کو پہچانا اور سوال سائل محض افسانہ بے جا
اور ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتداۓ دین و قطب ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور
امام ظاہر بجز حضرت امیرؑ کے اور کچھ مہینے حضرت حسنؑ کے اور کسی کو نہیں جانتے۔
اگرچہ ان میں یباقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی، مگر وقوع اس کا
(بسیب ان کے ذہد کے) تقدیر الہی سے نہ ہوا۔ اور یہ خود پیدا ہے۔ اندھا کو رہا ملن بھی
اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امامت کے فرائض | کیوں کہ امام کا کام انتظام رعایا کا، اور داؤنظلوم ظالم سے
لینا اور جہاد وغیرہ امور ہوتے ہیں اور پھر ان حضرات و ہگاہ میں کبھی یہ بات ہوتی ہے جو
ان کو امام ظاہر کہا جاوے۔ ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو، ہاں استحقاق و یباقت میں کچھ کلام نہیں
مگر محض یباقت سے تو کام نہیں چلتا، اگر یباقت امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی مقرر ہیں
و نہ بقول سائل شیعہ کہ وہی خواہش ہو کہ امام بنا کر پرستش کرنا پڑا۔ خیر یہاں ہم زیادہ کچھ نہیں
لکھتے، جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا۔ ہاں البتہ حضرت امام مہدیؑ کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا
یہ بھی ایک مضحکہ صیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی ہزل پر عقیدہ کرنا محض حماقت اور
خلفاء اجماعی مہاجرین انصار اور حضرت امیرؑ و عمرؓ کو جو نہ مانے یہ تو لاریت کہ مکتب لفت
حضرت امیرؑ کا ہوا اور حقیقت اس اجماع کی اور تصدیق و بیعت کرنا حضرت امیرؑ کا

اور آپ کی کتابوں سے ثابت ہی ہو چکا، تو اب شیعہ کا نقصان نہ ماننے میں کیوں نہیں؟ شیعہ
تو اپنے اصول کے موافق کافر ہو جاویں گے، آپ ایسے کیوں مطمئن ہو گئے اور ہر زمانہ میں امام
کا ہونا ہمارے نزدیک کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ کا محض دعوائے بلا دلیل ہے۔

اور ایسے ہی نص امامت ائمہ اثنا عشرہ اہل سنت کی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں، آپ تو
مدعی تھے کہ کتب اہل سنت سے سب اپنا مذہب ثابت کر دوں گا، تو وہ نصوص پیش کر دیا کہ
تمہارا حوصلہ معلوم ہو اور تمہاری بیخ البلاغہ سے خود حضرت امیر مہ کی ہی امامت بالشوری ثابت
ہوئی تو یہ دعویٰ شیعہ کے مذہب کے موافق بھی بلا دلیل ہی رہا۔ سو الحمد للہ کہ شیعہ کی کتب
سے ثابت ہوا کہ امامت ظاہری بالشوری ہوتی ہے، تو جو لوگ بمشاوہرت خلفاء ہو گئے
ان کو شیعہ امام حق نہ جان کر بلا تعارف امام زمانہ مرتے ہیں، اور بزعم خود کافر ہوتے
ہیں، اور سنی امام حق کو حق اور ظاہر کو ظاہر، باطن کو باطن پہچان کر عامل ۵ اَعْطُوا حُكْمَ ذِي
حَقِّ حَقِّہ ہو کر مؤمنین برضا و عنترت مرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شیعوں کو بھی ہدایت کرے،
تاکہ وہ حق کو حق جانیں اور اپنے باطل سے باز آویں۔ واللہ العالی



سوال ہفتم

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کی ام المؤمنین جو امیر المؤمنین سے لڑیں تو امام جان کر لڑیں یا بغیر امام جانے کہ دونوں صورتوں میں بناء بر قاعدہ شرع کے یا کفر ہے یا ارتداد اسوا اس کے سیرت پدر کی اپنے مخالفت کی کہ اس نے حکم اجماع، ناسخ حکم خدا و رسول قرار دیا تھا سبحان اللہ! وہ تو تکذیب عترت کر کے صدیق ہوئے، اور یہ جنگ نفس رسول سے صدقہ کھلائیں، مگر اصحاب میں حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و حذیفہؓ وغیرہم کو اور ازواج میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو صدیق اور صدیقہ کے خطاب کے قابل نہ پایا۔ اس بن بیٹھنے کے کیا کہنے۔ سوائے دشمنان عترت کے اپنے علماء سے اس باب میں تسکین چاہو، اور اگر کوئی بہکا اور آپس کی بات کہہ کر ٹالے تو فریب میں نہ آؤ اور کہو کہ آپس کی بات اس کو کہتے ہیں جہاں مراتب علم اور کمال اور شرافتیں برابر ہوں، دیکھو تو کہاں عترت پیغمبر نفس رسول اور کہاں ازواج، کس لیے کہ ازواج انبیاء کے ارتداد اور اہل نادر ہونے کی خبر قرآن میں موجود ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی خیانت کی خبر پہلے سورہ تحکیم میں فرما کر بعد ازاں خبر دخول نادر زن انبیاء کیسے دی سمجھو تو اس سے کیا ثابت ہوا اور ان کی شان میں قد صفت قلمو کجا، بعد حال خیانت کے فرمایا ہے۔ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ ہندی تک میں تصریح کی ہے یعنی دل تم دونوں کے حق سے پھر گئے۔ پس کوئی عالم ان کے حق کی طرف بازگشت کرنے کو خدا کی جانب سے سناوے تو ہم مانیں۔ ایسی صورت میں مقابلہ نفس پیغمبر سے جس کی ایذا رسول کی

ایذا ہے اور اس کی بغیر اجازت صراط پر سے کوئی نہ گزرے گا کہ فصل خطاب میں حضرت شیخ اقل سے منقول ہے اور قبر میں سبے اُن کی امامت کا سوال کیا جائے گا۔ اور سدی آپ کا عالم سورہ غم تیسرا لَوْن کی تفسیر میں لکھتا ہے، دیکھو تو ایسے شخص کے منکر کس کو امام بنائیں گے پس ایسے کی مخالفت اور مقابلہ کو آپس کی بات کہیں گے۔ اور بالفرض اگر یہی ہے تو اسی پر ثابت رہو، کفار قریش مثل ابولہب وغیرہ سے جو پیغمبر کو ازار پہنچے قابلِ معاف جانو، یا قاتل حضرت بائیل کو ملامت نہ کرو۔

پس اس صورت میں شیعہ کو بھی معاف فرمائیے کہ آپ کے سامنے اقرار کلمہ شہادتین کرتے ہیں، یہ مومن ہیں، تعریف شیعہ کی آپ کی کتب میں بکثرت ہے، ان کی نجات کی خبر آپ کے پاس ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کہے گا وہ داخل بہشت ہوگا تو ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں، کعبہ کو قبلہ، اسلام کو دین جانتے ہیں۔ قرآن کو کتاب، اور عترت سے تمسک رکھتے ہیں۔ حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام جانتے ہیں۔ تو ہم بے شک مومن ہیں، اور آپ کی عائشہ ام المؤمنین میں، یہ بھی ماں بیٹوں کی آپس کی بات ہے۔ البتہ آپ ہماری تکفیر اور تفسیق کرنے والے کون ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں انہوں نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا تھا وہی ہم اپنی ماں سے پیش آتے ہیں۔ پس اگر ہماری ماں کا لوٹنا اور تکذیب امیر المؤمنین کی معاف ہوگئی تو کیا اماں صاحب ہمیں وہ معاف نہ کریں گی؟ اور اگر وہ معاف نہ کریں گی تو ہم جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ سے ان کی اور بزرگواروں کی تقصیر معاف نہ ہونے دیں گے خصوصاً جو سادات شیعہ ہیں ان کی تو یقینی آپس کی بات ہے۔ اُن کی تکفیر کرنے والے کو حضرات اہل سنت کا فرجانیں تو آپس کی بات کہنا ٹھیک ہو، اس کو خوب سمجھو۔

اور بعض صاحب فرماتے ہیں چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب نے رسالہ برکات الحق میں لکھا ہے کہ محاربین تین قسم پر تھے۔ ایک تابع امیر المؤمنین، دوسرے تابع ام المؤمنین تیسرے متوقفین ان تینوں گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو بڑا بھلا کہنا جائز نہیں

اور سب ماجور ہیں۔ پس غور کرو کہ حارب جناب امیرؑ اور قاتل جناب امام حسنؑ جس نے زہر دلوں کے شہید کیا وہ بھی ماجور ہوئے۔

اول تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان گروہوں میں ملتِ خدا و رسول پر کون ہے، کہ ایک فرقہ کو ناجی یہ خود کھچے ہیں، دوسرے سب کے اجتہاد کہ مقابلِ نصوص کے تھے لائقِ اجر نہ ہوں گے۔ پس ہمارا اجتہاد اور استدلال و اسانید و نصوص کثیرہ کیوں قابلِ اجر نہ ہوگا۔ کچھ ایمان ہو تو اسے غریب سمجھو اور ہم سے کہو فقط۔



Www.Ahlehaq.Com

www.besturdubooks.wordpress.com

جواب سوال ہفتم

امام اپنے محاربین کو | حضرت عائشہؓ کی حضرت علیؓ سے خطا لڑائی ہوئی اور پھر نائب
مسلمان مانتے تھے | بھی ہو گئیں، مگر محاربہ علیؓ ہرگز کفر و ارتداد نہیں، یہ سائل اور اس

کے اسلاف کی کتنی جہالت (اپنی کتب اور اقوال ائمہ سے) ہے کہ حضرت امیر کا ارشاد کہ
اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِي الْاِسْلَامِ پہلے نقل ہو چکا۔ اب شیعہ خلافت حضرت امیر کے جو
مؤمنین کو کافر بتاتے ہیں مکتب حضرت امیرؓ ہو کہ بزعم خود کافر بنتے ہیں، بڑی حسرت کی
جگہ ہے کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علیؓ نے بیعت کر کے | اور ابو بکرؓ نے حکم خداوندی اور حکم رسولؐ کو ہرگز منسوخ
خود حکم خداوندی کو منسوخ کیا | نہیں کیا۔ امامت بلا فصل حق حضرت امیرؓ کا حکم خدا تعالیٰ

ہوتا محض تمہارا ہی تمہیں فاسد ہے کہیں ثابت تو کیا ہوتا اور بالفرض اگر ہے تو خود حضرت امیرؓ
ہی ناسخ اس کے ہوئے کہ آپ نے بیعت کی اور پھر ہمیشہ اس خلافت کو حق کہتے رہے۔

شیعہ مفسر طبرسی اور | بلکہ تمہاری کتب سے تو حق خلافت بلا فصل ابو بکرؓ کا بھی ثابت ہے
ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل | طبرسی آپ کا مفسر مجمع البیان میں لکھتا ہے:-

وَقِيلَ اِنَّ الْمَسِيحَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَا يَوْمًا لِعَائِشَةَ مَعَ جَارِيَةِ الْقِبْطِيَّةِ
فَوَقَفَتْ حَفْصَةُ عَلَى ذِيكَ فَقَالَ لِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَا تَعْلَيْنِي عَائِشَةَ بِذِيكَ وَحَرَّمَ مَا رِيَّةَ عَلَى نَفْسِهِ فَاَعْلَمْتُ حَفْصَةُ

عَائِشَةُ الْخَبَرِ وَاسْتَكْتَمَتْهَا آيَاكَ فَاطَمَةَ اللَّهُ نَبِيَّهُ عَلَى ذَلِكَ وَهُوَ
قَوْلُهُ وَإِذَا سَرَّ النَّبِيُّ إِلَى نَبِيٍّ أَوْ جِهَ حَدِيثًا - يَعْنِي حَفْصَةَ وَ
عَائِشَةَ وَلَكَا حَرَمَ مَارِيَةَ أَخْبَرَ حَفْصَةَ أَنَّ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهِ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرَ الْخ

(ترجمہ) کہا گیا کہ رسول اللہ نے خلوت کی عائشہ کے دن میں اپنی جاریہ قبیلہ سے پس حنفہ
اس پر مطلع ہو گئی۔ کہا رسول اللہ نے کہ عائشہ کو خبر مت کیجیو اس بات کی، اور حرام کیا ماریہ قبیلہ کو
اپنے اوپر، پس جلا دیا حنفہ نے عائشہ کو یہ خبر، اور چھپایا حضرت سے، پس خبردار کیا اللہ
نے، نبی اپنے کو اس بات کا اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ کی "وَإِذَا سَرَّ النَّبِيُّ الْخ" یعنی حنفہ
اور عائشہ اور جب حرام کیا آپ نے ماریہ کو خبر دی تھی حنفہ کو کہ مالک ہوں گے بعد میرا ابو بکر
وَعُمَرَ الْخ

سبحان اللہ کیسا صاف خلافِ شیخین بلا فصل مذکور ہے۔ مگر شیعہ کے تعصب نے
نظرِ انصاف بند کر دی۔ اب مکذب حکمِ خدا اور رسولِ شیعہ میں یا نہیں؟ انصاف کرو، کہ
کفر میں کون مبتلا ہے؟ اور صدیق ہونا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بہ شہادت معصوم محمد باقر
اور ثابت ہو گیا، اب ان کو صدیق نہ جاننے والا دیکھو کون ہوا؟ باقی یہ کہ کسی کو کوئی خطاب
ہو بوجہ خصوصیت اور کسی کو نہ ہو تو کیا شکایت ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب اسد اللہ ہوا
حسنین و عمار اور حذیفہ کہ کیوں نہ ہوا؟ یہ آپ کی سفاہت کی باتیں ہیں، ان کا کیا جواب
ازواجِ مطہرات اور | الحاصل ہم ثابت کر چکے کہ یہ قتال خطا سے ہوا جب انبیاء
ستر آنی مباحث | باوجود عصمت خطا سے مامون نہ ہوئے تو حضرت عائشہ تو کچھ

معصوم بھی نہیں تھیں اور تابع بھی ہو گئیں۔ اب آپ کی بات کا ذکر منہ پر لانا ایک جہالت ہے
مگر آپ کی دانشمندی پر ہم غش ہیں کہ آپس کی بات نہ ہونے اور عترت کے برابر زوجہ کے نہ
ہونے کی دلیل کیا عجیب آپ نے لکھی ہے، وہ یہ کہ زوجہ انبیاء مرتد بھی ہو گئی ہیں، آپ کے حواس

ٹھکانے نہیں رہے، عترت نبی کی بھی مرتد ہو گئی ہے، پس نوح کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے شاید یہ قصہ بھی آپ کے نزدیک الحاقی ہوگا، سو اس بات میں تو زوجہ و عترت برابر ہو گئی۔ کوئی اور دلیل تلاش کرو۔

ارتداد ازواج کی صورت میں | مگر آپ کو کتنا مایوس کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو رسالتاً پر الزامات آئیں گے مرتد و کافر قرار دیتے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان سے خیانت ہوئی اور وہ خیانت کوئی کفر نہیں تھی، بلکہ افشائے سر تحریم ماریہ تھا۔ اور وجہ افتاء کی بھی یہ تھی کہ وہ اس امر کو امر مندب سمجھتی تھیں اور وجوب نہیں سمجھتی تھیں، تو وہ اس خیانت سے تمہارے نزدیک جب ہی مرتد ہو گئی تھیں یا بعد وفات حضرت سرورِ دو عالمؐ کے؟ اگر جب ہی معاذ اللہ مرتد ہو گئی تھیں تو پھر جو حضرتؐ نے ان کے گھر میں رکھا اور معاملہ زوجیت کا برتا تو حضرتؐ پر معاذ اللہ الزام لگتا ہے، کیونکہ مرتدہ سے نہ نکاح ہو سکتا ہے نہ مرتد عورت سے کسی اور طرح تصرف روا ہے۔ اور اگر بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہوئیں تو اس گناہ سے تو یہ بات ممکن نہیں کہ گناہ آج ہو اور اس کا حکم ایک مدت کے بعد ثابت ہو۔ شاید یہ بھی کوئی قاعدہ شیعہ کے مذہب میں ہوگا۔

اور اگر بعد وفات کے اور گناہ سے ارتداد ہوا تو اس طعن کو بیچ میں گانا کیا ہرزہ درائی ہے... اس گناہ کو بیان کرو؟ اور وہ گناہ جو تمہارے دماغ میں پکھلے یعنی محاربہ علیؓ، تو اس کا دفع کئی بار ہو چکا۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو، ورنہ بوجہل ہو۔

نزول آیات تنخیر پر صدیقیہ و حفصہ نے | اب سنو کہ جب آیات تنخیر نازل ہوئیں اور سب آخرت و رسولؐ کو اختیار کر لیا پہلے حضرتؓ نے عائشہؓ پر پڑھیں تو عائشہؓ نے

آخرت کو پسند کیا اور حضرتؓ کی خدمت میں رہیں، اور ایسا ہی حفصہؓ اور سب ازواج نے کیا چنانچہ تفاسیر شیعہ موجود ہیں، دیکھ لو، تو ذرا ہوش کرو کہ رجوع اور بازگشت ان کی ثابت ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ آیت جب نازل ہوئی تھیں کہ جب حضرتؓ نے اس قصہ افشاء راز کے بعد عزالت کی

اور بعد ایک ماہ کے تشریف گھر میں لائے۔ اور سب ازواج سے وعدہ جو آیاتِ تنخیر میں حق تعالیٰ فرماتا ہے: **فَاتَّ اللَّهُ أَعْدًا لِلْمُخْسِنَاتِ مَنُكِّنًا أَجْرًا عَظِيمًا** (ترجمہ) اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالیٰ نے میا کیا ہے تمہاری نیکیوں کے لیے بڑا اجر۔

اس وعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہ کے داخل ہو گئیں کہ نہیں؟ ذرا آنکھ کھولو قرآن پر کیا شیعہ کو عبور ہے جو کچھ معلوم کریں سنئے سنائے ڈھکوسلے پیش کر دینے آتے ہیں۔ واقعہ ایلاہ و تنخیر کے بعد خدا کا حکم کہ **ادرجب حضرت کو حکم ہوا اس واقعہ کے بعد کہ لَا يَحِلُّ انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو** **لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ يُبَدِّلَ بَيْنَ مَنْ أَدْرَجَ**

الح (ترجمہ) ”نہیں حلال تجھ کو اور عورتیں آئندہ کہ اور نہ یہ بات کہ بدلے تو ان کو عرص اور عورتوں کے“

اور حضرت نے حسب اس حکم کے ان کو تادمتِ عمر گھر میں اور نکاح میں رکھا، تو کہو کہ وہ اس کی قبول رجوع ان کی تھی؟ یا معاذ اللہ خائانات اور مرتدات کو ہی رکھنے کا حکم ہوا تھا؟ آنکھ کھول کر قرآن دیکھا تو ہوتا۔

حاصل یہ کہ بعد اس واقعہ کے آیاتِ خیار نازل ہوئیں۔ اس میں یہ حکم تھا کہ جو رسولؐ اور آخرت کو اختیار کرے اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے اس کو رخصت کر دو۔ اور پھر ازواج نے آخرت کو قبول کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کی عند اللہ معتبر وہ اخلاص ثابت ہو گئی اور اجرِ آخرت میں داخل ہوئیں۔

آپ نے ازواج کو ساری عمر ساتھ | اور منکر اس رجوع کا فکر اَلطَّيِّبَاتِ لِلطَّيِّبِينَ حق تعالیٰ رکھا، لہذا وہ طیبات تھیں | قرآن مجید میں فرماتا ہے جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی۔

اور ازواجِ مطہرات حضرت مسلمات طیبات تھیں، وہ ساری عمر نبی کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اس میں جو فرق نہ جانے احمق ہے۔ اور خود سورہ تحریم میں اول گناہ بتلا کر ارشاد تو بہ کیا اور پھر طرح طرح سے ڈرایا اور ارشاد کیا کہ کچھ زوجیت رسولؐ کے نعم میں مت آنا کہ زوجہ تو رُح و لوط و خنیات سے باز نہ آئیں تو دنیا میں خدمتِ رسولؐ سے دور ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ اگر تم بھی

باز نہ آؤ گی تو دنیا میں بھی نکالی جاؤ گی رسولؐ کی خدمت سے اور آخرت میں مال بد ہوگا اور پھر ساتھ اس کے فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللهَ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

(ترجمہ) ”جس دن رسولؐ کو، اور اس کے ساتھ کے مومنوں کو“

تو بولو کہ جو زوجات حضرت کے ساتھ رہیں، اور خدمت سے نہ نکالی گئیں، بلکہ حکم ہوا کہ ان کو مت بدلو، تو بوجہ رجوع الی اللہ ہی ان کو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ یا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے بھی جھوٹ فرما دیا تھا؟ کہ اگر باز نہ آؤ گی نکالی جاؤ گی، کہ باوجود عدم رجوع نہ نکالا، بلکہ اسی آیت سے جس سے آپؐ اعراض کرتے ہیں رجوع ثابت ہے، کیونکہ فرمایا کہ ”اگر توبہ کرو تو قبول ہو گی توبہ تمہاری پس البتہ مال ہو گئے ہیں دل تمہارے، اور اگر چڑھائی کر دو کی رسولؐ پر تو اللہ اس کا ناصر ہے“ الخ اور توبہ کے مقابلے میں چڑھائی کا ذکر فرمایا، تو چڑھائی عدم توبہ ہے، پھر جب اللہ نے کوئی صدمہ ان کو نہ دیا بلکہ عدم تبدیل کی بشارت فرمادی، اور نہ جبریل اور مؤمنین کی طرف سے کچھ ان کو صدمہ آیا، تو رجوع صاف ظاہر ہے۔ قیاس استثنائی تو آپؐ نے ایسا غوجی میں بھی پرٹھا ہوگا، کہ رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکلتا ہے کچھ توفکر کرو، ہر طے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کو بھی نہ بوجھا سمجھا، یوں ہی منہ سے جو چاہا بک دیا۔ کچھ تو شرافت و قرآن شریف میں تو سب کچھ موجود ہے مگر فہم خدا دادا ہے۔

گر نہ بیند بر دزد شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

عتاب خداوندی ہر جگہ محل طعن نہیں | اور اگر محض عتاب خداوندی پر اکڑا کر طعن کیونکہ عتاب خود حسنہ کو بھی مہر کرتے ہو اور تاد کا لفظ کہتے ہو تو دیکھو خود شر

سورہ تحریم میں یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ الخ جناب رسالت پر عتاب ہے تو آپؐ کی شان میں بھی کچھ کج اور غور کرو کہ عفو و رحیم کا لفظ خود قرینہ ہے کہ حضرتؐ سے یہ تحریم حلال موجب نارضا مندی الٰہی کا ہوا جس کو معاف فرماتے ہیں۔ اور حضرتؐ پر چند بار عتاب ہوا

ہے، مگر یہ عتاب بطور شفقت ہے، کہ اپنے مقبولوں کو تربیت فرماتے ہیں۔ ایسا ہی ازواجِ نبیؐ پر عتاب و تہدید اصلاح کے لیے ہے۔

چشمِ بداندیشی کہ برکنندہ باد عیبِ نماید ہنرش در نظر

الحاصل رجوع ان کا قرآن سے ثابت ہوا، سائل ذرا آنکھ کھول کر دیکھے، اور حسبِ وہ اپنے تسلیم کرے اور مسلمان ہو دے، اور چونکہ عائشہؓ محبوبہٗ رسول اللہؐ ہیں، ان کی ایذا بھی ایذائے رسول اللہؐ ہے۔

صراط پر اور قبر میں سوال عن | اور یہ روایات سائل کی عبور صراط پر سے موقوف اجازت حضرت الامام موضوعاتِ شیعہ میں | امیرؓ پر ہے، اور قبر میں سوال امامت حضرت امیرؓ کا ہوگا وافض

کی روایات ہیں، سدی صغیر رافضی کذاب تھا، اہل سنت پر ان روایات سے حجت لانا جہل وان ستمنا، تو جب کہ اہل سنت محبتِ علیؓ کو عبادت جانتے ہیں اور ان کو امام پہچانتے ہیں (چنانچہ حضرت عائشہؓ نے خود روایت کیا ہے) تو ہم کو کیا اندیشہ ہے۔ ہم کو تو اس سے عینِ اُخت ہے اور منکرِ علیؓ کو اور بُرا کہنے والے (ان کے) کو ہم بُرا جانتے ہیں۔ مگر روافض کو منکر چاہیے کہ محبت کے پردے میں کیسا کچھ حضرت امیرؓ کو بنا رکھا ہے۔

قتالِ صدیقیہؓ کہ (ایذا ابولہب | اور اذیت ابولہب وغیرہ کفار کی (حضرت رسالت کو) پر قیاس کرنا حماقت ہے | بوجہ کفر اور عداوتِ اسلام تھی، اور قتال حضرت عائشہؓ

کا بوجہ خطا ہوا کہ مقصود اصلی ان کا اصلاح بین المسلمین اور استیفاءِ قصاص تھا کہ وہ بھی حکمِ اسلام ہے، تو اس کو اُس پر قیاس کرنا سخت کم نہی ہے، خدا جانے کہ یہ سائل کچھ علم بھی رکھتا ہے یا نہیں؟

اور ایسا ہی قتلِ بابلِ عمدِ غیرِ مشروع بات پر ہوا، قاتل نے یہاں باوجودیکہ حکمِ خدا کو جان چکا تھا کہ اس عود سے میرا نکاح نہیں ہو سکتا، ہتھولِ مظلوم کو (بلا وجہ و بغیرِ شبہ) حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاحِ مشروع مقصود تھی اور قتالِ شوراِ انگریزی

مفسدین سے ہوا، اور وہ لوگ عالم خفایا نہیں تھے، جب شروع قتال اس طرف سے دیکھا جانا کہ امیر کے حکم سے ہی ہوا ہے اور پھر بھی خطا ہم ان کی طرف سے رکھتے ہیں۔

حضرت صدیقہ رضی کی خطا کے | درتہ باوجود قرار داد صلح کے حضرت علیؑ نے کہ عالم مایکون تھے
ذمہ دار بھی حضرت علیؑ ہیں | کہوں تفتیش نہ کی؟ اور شریک قتال بہر مفسدین ہو گئے حالاً

جانتے تھے کہ میرے لشکر میں اہل فساد بھی بھرے ہوئے ہیں چنانچہ بیخ آلبانہ کے خطبوں سے خوبی بعض لشکریاں جناب امیرؑ معلوم ہو سکتی ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں، مشتے منورہ باشند از خردارے :-

قَالَ رَضِيَ اللَّهُ الْعَمُورُ وَاللَّهُ مَنْ عَزَزْتُوهُ وَمَنْ قَاذِيكُمْ فَازٍ بِالسَّيْرِ
الْبَاحِثِ وَمَنْ رُمِيَ بِكُمْ رُمِيَ بِأَفْوَاقٍ نَاضِلٍ أَضْبَعْتُ لَا أَصْدَقُ قَوْلَكُمْ
وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ وَمَا أُوْعِدُكُمْ الْعَدَاؤُ بِكُمْ۔

(ترجمہ) ”دھوکا میں ڈالا گیا وہ ہے کہ اللہ جس کو تم نے فریب دیا، اور جس کو ہال ہوئے تم حاصل
ہو اس کو ناقص حصہ، اور جو تیر مارا گیا تمہارے ساتھ مارا گیا بڑے تیر سے، صبح کی میں نے
واللہ اس حال میں کہ تصدیق نہیں کرتا تمہارے قول کی اور نہیں طمع کرتا تمہاری نصرت میں اور
نہیں ڈراتا میں ساتھ تمہارے دشمن کو“

سبحان اللہ حضرت امیرؑ کو اب بعد تجربہ خود ان کا کذب ظاہر ہو گیا کہ آپ بھی ان کا عدم
اعتبار قول بجلت فرماتے ہیں، تو اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو عالم مایکون تھے، کیوں ان کے قول
پر خطا میں پڑے، تو حضرت علیؑ بھی خاطی ہوتے ہیں، سو یہ سائل مجتہد کتبائے اعالم ہے کہ
سبحان اللہ اس واقعہ کو اس پر قیاس کرتا ہے۔ جائے انصاف و تامل ہے۔

صرف ایک آیت کا منکر | اور سائل جیسا شیعہ بے ادب ہر چند کلمہ توحید زبان سے کہے لیکن
و منکر ب بھی کافر ہے | مسلمان نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر ایک آیت قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو
منکر یا کذب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا

تم صد آیات کے کذب اور عترت کے اقوال کے مخالف ہو، اور خود عترت کی طرف کیسے
 کیسے نقصان لگاتے ہو خصوصاً حضرت کلثومؓ کہ معاذ اللہ اَوَّلُ فَرْجٍ عُصَبٍ مِّنَّا تھارا
 مجتہد کہتا ہے۔ اور حضرت امیرؓ کی شان میں کیا دہیات اعتقاد کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اوپر
 کے جوابوں میں کچھ مذکور ہوا۔ پھر دعوائے محبت و تسکین کس منہ سے کرتے ہو؟ کچھ شرم کرو۔
 پس تم خارج از اسلام ہو۔ اور حضرت عائشہؓ ام المؤمنین ہیں نہ اُمّ الکافرین۔ تم کو ان سے کیا
 علاقہ۔ اذیت محبوبہ رسول خدا اذیت رسول اللہ ہے اور مودعی رسول کا کافر، اور پھر عبد سلیم عاق
 پر لعنت ہے اور عاق اپنی مادر کا جنت میں نہیں جاتا۔ ام المؤمنین اکمل المقربین، محبوبہ رسول ہیں
 کا عاق قطعاً جہنمی ہے۔ ایسے شریوں کی تکفیر و تسفیق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے والد سے گستاخ | اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ
 نہ ہوئے باوجودیکہ وہ کافر تھا | کافر سے کوئی کلام گستاخی کا نہیں کیا۔ جب اُن کے
 باب نے کہا کہ اگر تو باز نہ آدے گا تو تجھ کو سنگسار کر دوں گا، اور تو مجھ سے الگ ہو جا۔ تو
 آپ نے فرمایا سلام علیک میں تمہارے واسطے استغفار کروں گا اللہ سے، یہ سورہ میر میں موجود ہے
 دیکھو اور پھر بعد ہجرت کے آپ نے دعا کی۔ جب حکم ہوا کہ وہ کافر ہے اس کے واسطے دعا مت
 کرو۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ سورہ توبہ میں موجود ہے۔ اب آپ سیرت حضرت ابراہیمؑ
 کو دیکھو کہ باوجود کفر پدر کے ملائم کلامی اور استغفار کرتے رہے اور ان کے تشدد پر بھی سلام
 ہی کیا۔

حضرت عائشہؓ باوجودیکہ محبوبہ رسول ام المؤمنین | اور اپنی شرارت کو دیکھو کہ باوجودیکہ عائشہؓ محبوبہ
 ہیں شیعوں نے کتنی گستاخیاں کیں | رسول اللہ ہیں، اور ام المؤمنین اور ایمان
 کامل رکھتی ہیں، تم ان کو لعن کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو متبع ابراہیمؑ بتاتے
 ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا کیا علاج۔ باقی سائل کی ہزلیات چھوڑ
 ہے۔ عاقل خرد جان لے گا کہ کیسا دہیات اس کا کلام بے معنی ہے۔ ان الفاظ یہود کا جواب

ضرور نہیں اور ویسا ہی نہ ہولانے والا حضرت حسنؑ کا (ناحق عمداً قاتل و ہلاک ہوا ہے) فاسق ہے خلافِ محارب کے کہ وہ خطا سے واقع ہوا اور بلکہ حسبِ اصولِ شیعہ حضرت امیرؑ سے سخت خطا ہوئی کہ قتالِ عائشہ میں کذاب کے قول پر باوجودیکہ ان کو کذاب جانتے تھے عمل کیا بخلاف مقابلین کے کہ وہ عالم مایکون نہیں تھے، اس کو اور اس کو برابر جاننے والا محض احمق جاہل ہے حیث کہ دعوائے علم اور سروہن کی تمیز نہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ وہ تینوں فرقے ناجی تھے، کیونکہ عقائد و اصول و ایمان میں سب متفق تھے۔ نزاع فقط ایک بات میں ہے کہ وہ رکنِ دین نہیں، مگر جس سے خطا ہوئی وہ معافی ہے، اور جس نے ویدہ و دانستہ کیا وہ گنہگار ہے بعدِ توبہ کے معاف ہوا اور شیعہ محض براہِ عناد مخالفتِ ثقلین کے ہیں مخالفِ قرآن شریف کا جو ہوا وہ مردود ہے۔

اور نصوصِ تمحاری موضوعِ خلافِ ثقلین واجبِ ترک ہیں، سب کا بیان سابقِ مشرح ہو چکا، تکرار کی ضرورت نہیں۔ اب اگر کچھ بھی بولے ایمان ہے تو اس کو بوجھو اور اپنے خبیث عقائد سے باز آؤ۔ اور ہم کو بشارت اپنی توبہ اور ایمان کی دو۔ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

سوال ششم

پہچھاپنے علماء سے کہ حسین علیہما السلام نے دعوائے خلافت کیا کچھ چھپا نہیں، مگر جناب امام حسنؑ نے ناصر و مددگار نہ پائے اور علیہ اہل باطل کا دیکھا، بعد چھ مہینے کے مثل اپنے پدر بزرگوار کے صلح کی، اور جناب امام حسینؑ نے ناصر پائے شہید ہوئے جو انھیں سچا جانتا، وہ بتائے کہ یہ کون سے خلیفہ تھے کہ اکثر اہل سنت کی بنا پر دین چار خلافتوں پر ہے اب انھیں کون سا خلیفہ جانتے ہو؟ دیکھو ستر شہادتیں امام حسین علیہ السلام ایک یہ بھی ہے کہ اگر اعتقاد خلفاء اجماعی کا آپ رکھتے ہوتے بعد چار کے حضرت کیوں دعوائے خلافت کرتے، پس شہادت جناب حسین علیہ السلام نے حق کو مثل آفتاب کے روشن کر دیا کس لیے کہ جس طرح ان خلافتوں کی دلیل اجماعی وغیرہ ہوئی اسی طرح اگلوں کی تھی۔ اور عترت پیغمبر جیسے ان کے منکر ویسے ان کے۔ جیسے ان کے ظلم عترت رسولؐ پر ہوئے، اس سے زیادہ ان کے جو دوستوں، کہ یزید تو دور تھا اور وہ نزدیک۔ یزید نے وہ مراتب عترت کے کلبے کو دیکھے اور سنے تھے جو انھوں نے پیغمبر سے دیکھے سنے، پس حق عترت آفتاب تاباں ہے، تم خفاش سیرت اگر نہ دیکھو چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔

جواب سوال، شتم

امام حسنؑ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے | اللہ اکبر، یہ سائل کتنا بدحواس ہے کہ ایسی مشنوں
صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے | بات کو کہ زبانِ زباں زوخاص و عام ہے
کس طرح الٹا بیان کرتا ہے؟ اے شیعو! ذرا اپنے اس مجتہد مقام کی تحقیق سنو! کہ حضرت حسنؑ
کے ساتھ قریب ایک لاکھ آدمیوں نے جان دینے پر بیعت کی تھی، اور سب جان فدا کرنے پر مستعد
تھے۔ حضرت حسنؑ نے محض حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی، نہ عجز و ضعف سے، چنانچہ حضرت
حسنؑ کا خطبہ موجود ہے کہ فرمایا:-

اِنَّ مَعَاوِيَةَ قَدْ نَارَ عَنِّي حَقَّائِي دُونَهُ فَتَطَرْتُ الصَّلَاحَ لِلْأَمْرِ وَقَطَعْتُ
الْفِتْنَةَ وَقَدْ كُنْتُمْ بَايِعْتُمُنِي عَلَى أَنْ تُسَالِمُوا مَنْ سَأَلْتُمُنِي وَتُحَارِبُوا
مَنْ حَارَبَنِي وَرَأَيْتُ أَنَّ حَقَّقَ دِمَائِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ سَفْكَهَا وَلَمْ أُرِدْ
بِذَلِكَ إِلَّا صِلَاحَكُمْ

”ترجمہ: تحقیق معاویہؓ نے بیشک جھگڑا کیا مجھ سے میرے حق میں، نہ اس کے حق میں سو رکھی
میں نے مستحسن اصلاح اس کام میں اور قطع کرنا فتنہ کو اور البتہ بیعت کی تھی تم نے مجھ سے اس
بات پر کہ صلح کرو تم میرے مصالح سے اور حرب کرو محارب میرے سے، اور جانا میں نے کہ حفاظت
خونِ مسلمین کی بہتر ہے خونِ ریزی سے اور نہیں ارادہ میرا اس صلح سے مگر بھلائی تمہاری۔“

اور حضرت حسینؑ کا قول کتب شیعہ میں موجود ہے کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو میرے نزدیک اس صلح سے (کہ بجائی میرے حسن نے کی) بہتر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ غیرت باوجود قدرت و توقع غلبہ کے آتی ہے، ورنہ بیچارگی میں کیا غیرت کی بات ہے۔

سو آپ کے یہ مجتہد، اسے شیعہ! حضرت حسنؑ کو تو بے ناصر و مددگار قرار دیتے ہیں، اور مجبورانہ صلح کرنے والے (خلافت اپنی کتب کی روایات کے) ٹھہراتے ہیں۔

امام حسینؑ نے ناصر و مددگار | اور حضرت حسینؑ جو محض غدارانِ کوفہ کے بھروسے گھر سے نکلے نہ پائے (عکس قول شیعہ کے) | اور راہ میں محصور ہوئے، کہ سوائے چند نفر اہل بیتؑ کے کوئی نام نہ

رفیق نہ تھا ہر چار طرف فوجِ اعدا تھی، فقط اتنا ہی چاہتے تھے کہ بیعت کر لو اور چاہے جہاں ہو، اور جو چاہا ہو کر دے، اتنی بات کو قبول نہ کیا اور کس بکسی میں شجاعت شہید ہوئے۔ ہر شخص مرثیہ خواں عالمی جانتا ہے ان کو آپ کے مجتہد العصر فرماتے ہیں کہ ناصر و مددگار پائے اور شہید ہوئے کیسا آفتاب کو خاک سے چھپاتے ہیں، کیا قیامت دروغ ہے۔ ہر چند سب آپ کے اقوال ایسے ہی ہیں، مگر یہ قول ہر عامی بازاری بھی جان سکتا ہے کہ غلط ہے اور دیگران امور کے کذب کو واقف کار پہچانتے ہیں۔

امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؑ | اور یہاں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافت معاویہؓ کو حضرت کے نزدیک جائز تھی! | حسنؑ نے بنظر اصلاح جائز رکھا۔ اگرچہ خلافت معاویہؓ خلافت نبوت نہ تھی مگر خلافت ملوکانہ تھی۔

حضرت علیؑ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ فرمایا امیر ضروری ہے خراہ بُرا ہو یا اچھا | حضرت امیرؑ نے کہ: لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجٍ (ترجمہ) ”ضروری ہے آدمیوں کے لیے کہ کوئی امیر نیک ہو یا گنہگار۔“

الحمد للہ کہ اس قول حضرت امیرؑ سے اور فعل حضرت حسنؑ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں، اور گنہگار بھی خلیفہ اور امیر ہوتا ہے، اگرچہ خلافت نبوت نہ ہو مگر خلافت ہے۔

اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

امام حسن کی خلافت خلافت نبوت تھی | اور اہل سنت کے نزدیک چار ہی خلیفہ حق ہوئے اور

بنائے دین ان پر محض آپ کا طوفان ہے۔ اہل سنت تو چار یہ اور پانچویں حضرت حسنؓ (چھ مدینہ کو)

پانچویں کو خلیفہ بسیرت نبوت جانتے ہیں اور حضرت حسنؓ سے امام مہدی تک سب کو خلافت ظاہرہ

کا خواہ مخواہ اعتقاد نہیں کرتے، امام باطن سمجھتے ہیں، اور ان کے دور میں جو خلفاء رہے وہ ملوک

تھے، ان کو ہم کب امام نبوت کہتے ہیں البتہ اکثر ان میں جائز تھے اور بعض عادل بھی تھے۔

العتقاد خلافت کے لیے | مگر تم شیعو! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، کہ امام کس واسطے ہوتا ہے آیا

بسیعت خواص لازم ہے | گھر میں چھپ کر گناہ ہو جانے کے واسطے، یا انتظام ملک مال و رعایا و

داد و مظلوم و قمع کفر و جہاد کے واسطے؛ یوں محض اپنے خیال میں یہ پکا کر کہ میں شاہ عالم ہوں، اور

سب ملک و مال و رعایا میری ہی ہے، حالانکہ گھر تک کا مالک نہ ہو اور جان تک پر امن نہ رکھتا ہو،

بہر کوئی امام بن بیٹھا کرے، اور شیعو اس کو امام و بادشاہ قرار دے کہ تسلیم کر لیا کریں، پھر بارہ میں

کیا حصر کرنا ضرور ہے؛ ذرا عقل کی بات کہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک سید مجنون اپنے کو

ہندوستان کا بادشاہ سمجھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! اپنے منہ میاں مٹھو تو یہ تو لقبول آپ کے ہوا و

بیت کا امام بنانا ہوا۔ ایسا تو ہر ایک امام ہے کچھ کسی کی خصوصیت نہیں۔

تمام ائمہ میں استعداد خلافت مکمل | اور ہم کھدھکے ہیں کہ لیاقت امامت ظاہرہ بھی ان سب حضرات

تھی، مگر اس کا طور نہ ہو سکا | میں اکمل تھی، مگر ظاہر میں وقوع نہیں ہوا۔ اگر استعداد کا نام

امامت ہے تو اپنی اصطلاح کے مختار ہو، پھر اہل سنت سے کیوں اُلجھتے ہو؛ ورنہ شرم کی بات ہے

کہ ایسی بات کہو کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہو۔ اور حضرت حسینؓ و عویٰ کرنے سے کوئی سے خلیفہ

بھی نہیں ہوئے، اگر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتی تو جب پوچھنا تھا ورنہ اوپر لیاقت کا ذکر ہو چکا

ہے اور یہ کہ ان کے دعوے سے حصر پانچ خلفاء خلافت نبوت کا باطل ہو گیا تھا، یہ جمالت ہے

اگر عقل ہو تو ظاہر بات ہے دعویٰ کرنے سے خلیفہ تو نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ خلیفہ ہو جاتے (بالفرض) تو ہم

کو گن چھٹا لیتے مگر نہ ہوئے تو اب کیا گن لیں۔

اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ظاہری ہوئے تو اب وہ خلیفہ سادس ہمارے نزدیک ہو جائیں گے۔ سو اس میں کچھ ہم پر الزام نہیں ہو سکتا۔ ذرا عقل درکار ہے اور پہلے پانچ خلفاء اجماع اہل حق امام حق تھے۔ اور اجماعی ہونا ان کا ثابت ہو چکا۔ اوپر کے جوابوں میں دیکھو۔

یزید کی امارت اجماعی نہ تھی مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہل حق خواص نے رو کیا عوام کا اعتبار نہیں ہوا تھا وہ تو متغلب بنو مروگیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں اس

کو اس پر قیاس کرنا کمال بلاوت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امیرؓ نے جائز رکھا اس کو حضرت

حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے رو کیا۔ کجائزین کجا آسمان، ہوش درکار ہے حیف حدیث آپ کو

کیا کہا جاوے۔ ایسی حجت تو کسی شیعوے آج تک نہیں بن آئی تھی۔ یہ آپ کا ہی علم ہے کہ

حضرت حسینؓ نے اپنے وقت کے جابر و متغلب کو چونہ مان کر دعویٰ استحقاق خلافت کیا تو پہلی غلطی

جو باجماع حضرت امیرؓ و حسنؓ وغیرہم ممدوحین ثقلین ہوئی تھیں وہ سب باطل ہو گئیں حتیٰ کہ خلافت حضرت

امیرؓ و حسنؓ بھی۔ کیونکہ وہ بھی اجماعی ہی تھیں۔ سبحان اللہ ذکر ستر شہادت حسینؓ نے آپ کے علم و فہم و

نکتہ رسی کو خوب ظاہر کر دیا۔ اور باقی ظلم کی نسبت کرنا حلقے ٹکڑے کی طرف یہ سفاهت قدیرہ ہے اس

کا جواب دانی اوپر کے جوابوں میں آچکا۔ مگر حضرت حسنؓ باوجود استطاعت حضرت معاویہؓ کو اپنا حق

دے بیٹھے، تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی تم گستاخی کر دگے کہ انہوں نے بڑا سخت ظلم کیا

ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا، اگر کوہ

باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور ۵

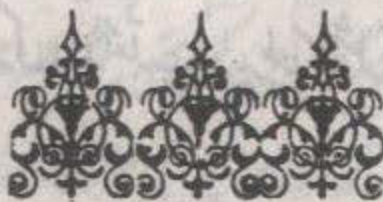
گر نہ بیند بروز شپہ چشم چشم آفتاب را چہ گناہ

واللہ الہادی



سوال نہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ کلمہ نُوْمِنُ بَبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بَبَعْضٍ اور بعد حکم اِنِّیْ تَارِکُ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ کے کلمہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ میں کیا فرق ہے؟ اور کلمہ اِنِّہُ لَمَجْنُونٌ اور وَاِنَّہُ لَیَہْجَرُ میں کیا تفاوت ہے؟ باوجودیکہ جس پیغمبر کی تمثال میں مَا یَنْطِقُ عَنِ الْہُوٰی ہے۔ یعنی ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض احکام اور منکر ہوئے بعض سے اور پیغمبر نے کہا کہ طاعت کرو میری عمرت کی اور قرآن کی۔ کسی نے کہا ہمیں کافی ہے کتابِ خدا۔ ایک گروہ نے کہا انھیں ہدیان ہے اور ایک گروہ نے حضرت کو مجنون کہا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیغمبر بات نہیں کرتا بغیر وحی کے۔ پس ان گروہوں کے کفر و ایمان کو بتاؤ کہ اول کے قائل اگر کافر ہیں تو دوسرے کے مومن کیوں کہ ہیں، اور ثانی مومن رہے تو اول کیوں کافر ہوئے؟



جواب سوال نم

چند آیات اور احادیث کے معانی | **لَوْ مِنْ بَعْضٍ وَكَفَرُ بَعْضٍ** کے معنی یہ ہیں کہ بعض کو مانے

اور بعض کو نہ مانے۔ مثلاً جیسا آیات مدح مہاجرین و انصار کو، اور آیہ ثانی اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا

فِي الْغَارِ کو، اور آیہ فَاِنَّ اللَّهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا کو، اور آیات حرمت

تقیہ وغیرہ آیات کو نہ مانے کسی کو الحاقی کہہ دے کسی میں تحریف معنوی کر دے کسی کو تحریف

لفظی تباد دے جیسا کہ آیہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ میں اُمّہ کی جگہ اُمّیہ کا لفظ تباد

اور علیٰ ہذا۔ اور معنی حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہ کے مطابق آیہ الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمُ دِیْنَکُمْ وَ اَسْمَتُ

عَلَيْکُمْ یُسْمٰی کے ہیں کہ جب اکمال دین کا قرآن شریف سے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

کچھ کسی دوسری شے کی حاجت باقی نہیں رکھی، تو کتاب اللہ بس ہو گئی

حسبنا کتاب اللہ اور متمسک | اور حدیث اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلِیْنِ مَا اِنْ تَسَلَّکْتُمُہِمَا

بِالثَّقَلِیْنِ کے معنی ایک ہی ہیں | لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَیْ اَحَدُہُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ

اللّٰہِ وَ عِثْرَتِیْ اَہْلَ بَیْتِیْ اور دوسری روایت میں فرمایا وَلَنْ یَّتَقَرَّ قَا حَتّٰی یَرِدَ عَلٰی الْحَوْضِ

یہ قول اس حدیث کے بھی من کل الوجوہ موافق و مطابق ہے کیونکہ دونوں ثقلین باہم مطابق ہیں

نہ مخالف اور قرآن اعظم ہے عزت سے اور دونوں کا افتراق بھی غیر ممکن بسبب ارشاد حضرت

رسالت کے سہ متمسک با اعظم الثقلین بھی (متمسک بالثقلین) (ناشر) بالضرور ہوا۔ لہذا

لے از حضرت گنگوہی رحم (ناشر)

حسبنا کتاب اللہ کے معنی بعینہ تمسکنا بالثقلین ہوئے تو بس حسبنا کتاب اللہ قول اہل ایمان
واذعان کا ٹھہرا۔ **وَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَكُفَرُ بِبَعْضٍ** طریقہ اہل بطلان و خذلان کا نکلا اور دونوں میں فرق
کا شمس فی نصف النہار معلوم ہو گیا۔

اِنَّ الْمَجْنُوْنَ كَفَارٌ كَقَوْلِ تَحَا اور علیٰ ہذا القیاس **اِنَّ الْمَجْنُوْنَ كَفَارٌ** کہتے تھے کہ قول حضرت کا
یا **مَكْلًا شِيعَةً** کا ہے قابل اعتبار نہیں، اپنے جی چاہتا کرو۔ سو جو قوم نسخ جمیع احکام
کا ائمہ سے بعد وفات رسول اللہ کے جائز رکھتی ہے تو باوجود استقرار امر و نہی کے کہ بامر خدا و
ہوا پھر بدلنا ان کے نزدیک معاذ اللہ کم نہی رسول اللہ اور بے عقلی حضرت رسالت کا باعث ہوگا
اور سب آیات مدح اصحاب ازواج وغیرہ کا نہ ماننا بعینہ مثل کفار مکہ مجنون جاننا رسول
کا ہے کہ ان کا مقصد بھی مجنون کہنے سے حکم کا نہ ماننا تھا اور خود شیخین کو وزیرِ شیر بنانا، اور
غار میں ساتھ لینا یا وصف اس کفر و دشمنی کے کہ بزمِ شیعہ ہے، اور ان کی بیٹیوں کو گھر میں
رکھنا، حالانکہ وہ بھی دشمنِ جان کا فرہ تھیں بزمِ شیعہ نا سنجاریہ میں بے عقلی ہے۔ معاذ اللہ
سورہ لفظ شیعہ پر البتہ خوب مطابق ہوتا ہے۔

نَذِیَانِ كَاہِتَانِ اور لفظ للہجر جو آپ نقل کرتے ہیں اس میں خوب داد و تحریف دیتے ہو اہنت
کی کسی کتاب میں اور کسی روایت میں کہیں یہ لفظ نہیں۔ اس کو ثابت کرو۔ البتہ **اَیْمَجْرٌ** بہمزہ
استفہام انکار ہے یا **اَیْمَجْرٌ** بحذف ہمزہ استفہام، اور معنی یہ کہ آپ کچھ کہتے نہیں، خود آپ
ہی سے استفہار کر لو، کیوں تکرار کرتے ہو؟ بہر حال لفظ یجر لفظ عین ایمان ہے کہ حضرت
رسالت پر نذیان نہیں ہو سکتا اب ان دونوں لفظوں میں فرق بین معلوم ہو گیا۔

سخن شناس نہ دلبرِ خطا اینجاست

مگر حیف کہ رسول اللہ کو ستر بار تاکید ہوئی بزمِ شیعہ کہ علیؑ کو وصی بنا دو اور خلیفہ
کر دو، اور آپ کو ہمیشہ اس کا وہیان رہا، فقط ایک عمر کے کہنے سے حضرت اس حکم کو کہ
کو کہ اس ایمان و دین تھا، اور بزمِ عم آپ کے **فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہِ** بھی اکی

میں نازل ہو چکا تھا، سرانجام نہ کر سکے۔ اور مرتے دم بھی اس قدر خوف و اندیشہ و غم رہا کہ
 اظہارِ حق نہ کر سکے۔ حالانکہ مرتے دم کیا کسی کی پروا تو معاذ اللہ حضرتؑ بھی اس امر کے
 عدم انفاذ سے عاصی ہی گئے۔ بولویہ عقیدہ تکذیبِ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ اور کفر
 بالقرآن اور مخالفِ عترت ہے یا نہیں؟ ارے ظالمو! ذرا تو سوچ سمجھ کر پشیمان ہو۔

مہرگز نہ ہوئے مغر بن سے آگاہ
 لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
 وَاللّٰهُ الْهَادِي



Www.Ahlehaq.Com

www.besturdubooks.wordpress.com

سوال دہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا اِنَّ اَقَا تُوْحٍ وَاَمَّا اَقَا تُوْحٍ الخ
 حاصل یہ ہے کہ بیان کرتا ہے اللہ مثال واسطے کافروں کے تاغور کریں کہ ذن تُوْحٍ و لوط
 بسبب خیانت کے جہنم میں داخل ہوئیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں کافر مخاطب اور مراد خداوند
 تعالیٰ ہیں، اور یہ کن پر عتاب ہے؟ اگر اور امت کے کافر مراد ہیں تو کلام لغو اور عبث ہو جاتا
 ہے، اور یہ محال ہے پس شیعوں کے نزدیک تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کشتی نجات کو چھوڑا کہ
 حضرت فرما چکے تھے کہ مثال میری اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو ان سے پھر گیا، وہ
 ناری ہے۔ سوچو تو اس سے کس چیز کی آگاہی منظور تھی کہ اس سے پھر کے بیٹا اور بی بی کوئی
 نہ بچے۔ اسی طرح اس کشتی سے پھر کہ کوئی نہ بچے گا۔ کس لیے کہ عترت کی اطاعت قرآن کے ساتھ
 برابر مقرر کی ہے۔ پس جنہوں نے عترت کو چھوڑا اور جنہوں نے ان کی اور ان کے ظالموں اور
 کڑنے والوں کی محبت میں تاویلیں کیں اور بارہ خلیفہ مقرر کئے ہوئے آنحضرت کے چھوڑنے کے
 ہوئے نفس سے چار خلیفہ مقبول کیے اور خیانت عائشہ و حفصہ کو بھی ظاہر کر دیا اور حق سے
 ان کے دل پھر گئے ہیں بتا دیا اور پھر وہ لڑیں بھی اور مریدان کے پھر انھیں صدیق اور صدیقہ
 کہہ جاتے ہیں۔ اور عترت کے بعد پیغمبر کی تکذیب ہوتی ہے پس جس کو اس کے سوا اور کچھ معلوم
 ہو وہ اگر ہمیں بتا دے نہایت احسان ہوگا۔ واللہ سبب المحسنین فقط۔

جواب سوال دوم

اہل بیت ازواج مطہرات پر | اس کا جواب سوال ہفتم کے جواب میں مذکور ہو گیا، یہاں پھر مختصر
عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا | لکھنا پڑا۔ پیہ غفلت گوش ہوش سے نکال کر سنو، کہ مخاطب

اس حکم کے مؤمنین ہیں، خاصہ خاص مؤمنین، اخص الخصوص اہل عترت، اہل بیت و ازواج
و اہل قرابت رسول میں ہیں۔

خلاصہ حکم یہ ہے کہ ہرگز کبھی کوئی بزعم اعتماد و ایمان یا تقرب یا قرابت و زوجیت رسول
کی نافرمانی نہ کرے، یا گناہ پر مصر نہ ہو، کہ عاصی کو کچھ ان وسائل میں سے عذاب خداوندی
سے نہیں بچا سکتا۔ زوجہ نوح و لوط کا حال دیکھو کہ ان کو کچھ زوجیت نے نفع نہ دیا، جب گناہ
کر کے توبہ نہ کی، اور مصر میں تو دنیا میں نبی کی خدمت سے جدا ہوئیں اور آخرت میں موزخ
میں گئیں۔ ایسا ہی اگر کوئی کرے گا تو وہی سزا ہوگی۔

اور بعد اس عتاب کے آیات تحذیر میں فمائش کی، جو رسول کو پسند کرے گی اس کو بڑے
اجر میں اور پھر حکم ہوا کہ اے رسول ان کو مت بدلو۔ اور حضرت نے ساری عمر ان کو خدمت
میں رکھا تو لاریب اجر عظیم ان کو آخرت میں حاصل، اور معیت رسول اللہ دنیا و آخرت میں
ان کو شامل ہوئی۔ اور وعدہ یوم لا یجزی اللہ العینی والذین آمنوا معہ کا تاج ان کو ملا۔ اور

۱۰۱ از حضرت گنگوہی دم (ناشر)

و دشمنانِ اہل بیت کو خسران و عذاب نصیب ہوا۔ اور اس تہدید و عتاب سے کچھ حرج اور نقصان شانِ اہل بیت میں نہیں ہوا۔

بندگانِ خاص کی معمولی زلت پر فوری تنبیہ | اقل ترسب بندے اس کے ہیں جو چاہے فرما ہوتی ہے اور اہل اہوا کو وکیل دی جاتی ہے | دے عین سعاد اہل سعاد ہے، دوسرے یہ

کہ تہدید بطور شفقتِ خداوندی اور تربیتِ بندگانِ خاص کے ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جا قرآن شریف میں ایسے عتاب عنایتِ امیر سے یا دو شاہ فرمایا ہے عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذْنَتْ لَهُمْ أَلَا تَأْتِيهِمْ لِيُخْشَوْنَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُنْخَنَ فِي الْأَرْضِ يُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا نَحْمَدُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتُّغِي مَصَافَاةً أَوْ وَاجِئًا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ سواب شیخ حضرت رسالت کی جناب میں بھی کچھ واسیات بول کر اپنے دین و ایمان کو برباد کریں۔ معاذ اللہ

الغرض اہل سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب کے لائق وہ ہیں کہ تقرب الہی رکھتے ہیں، کہ اگر کچھ بھی خلافِ رضا ان سے سرزد ہوتا ہے معاً تنبیہ و تادیب فرماتے ہیں اور جو لوگ مثل شیعہ اپنے ہوا و مشغوف نفسانہ ہیں اور محنوم بختم ختم اللہ علی کل کفر بہم، ان کے لیے دُائِلِ کُفْرٍ اَنْ کِیْزِی مَتِیْنٌ کا ارشاد ہے۔

اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین | اب جو سائل اپنے آپ کو متمسک سفینہ نجات اور اہل سنت ہیں اور اس کے شواہد | کہ مختلف عن سفینہ العزۃ والال قرار دیتا ہے تو اس کے جواب میں عبارت بقباب لال الکذاب کی بحذف و تغیر بعض الفاظ و عبارت تبرکاً نقل کرتا ہوں، اور اس پر جواب کا اختتام کرتا ہوں مگر چھ الفاظ تہذیب لکھنے کا قصد نہ تھا، مگر آپ کی کج ادائی اور ہرزہ و رانی و بدگامی باعثِ اس کی ہوئی۔

قال سلمہ ربہ "بارک اللہ کیا جرأت اور بیباکی اور وقاحت اور چالاکی ہے کہ متمسکین

سفینہ عترت و آل کہ متخلفین اور متخلفین سفینہ عترت و آل کہ متمسکین بتاتے ہیں عترت و آل کا آیا یہی تمسک ہے کہ علم نچائیے، تعزئیے بنائیے۔ حالانکہ مَنْ لَا يَحْضُرُ میں ہے کہ مَنْ جَدَّ وَقَبْرًا وَ مِثْلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْإِسْلَامِ۔ اَقُولُ فِي قَوْلِهِ مَنْ مِثْلَ مِثَالًا اِنَّهُ مَنْ اَبْنَعَ بَدْعَةً وَدَعَا اِلَيْهَا وَوَضَعَ دِيْنًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَ قَوْلِي فِيْ ذٰلِكَ قَوْلِ الْاِثْمَةِ۔ یعنی جس نے کہ قبر کی نقل کی، یا کوئی مثال بنائی، یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ائمہ کا۔

آیا یہی تمسک ہے کہ دُلُّل سدھائیے، تابوت پھرائیے، حالانکہ مختار کا یہ فعل نامختار ہے کہ طفیل بن جعدہ گندھی کی دکان سے کُرسی اٹھا لایا، اس کو تابوت السکینہ نام کر کے بچھوایا، آیا یہی تمسک ہے کہ جُھس اڑائیے اور حقیقتوں میں نمسے گائیے؛ حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مروی ہے کہ:

اِنَّمَا تَحْتَاجُ الْمَرْأَةَ اِلَى التَّوْحِ حَتَّى يَسِيْلَ دَمْعُهَا وَلَا يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَقُوْلَ هَجْرًا (ترجمہ) ”عورتوں کو نوحہ میں اتنا ہی چاہیے کہ آنسو بہہ نکلے، اور بیوہ کچھ نہ چاہیے۔“

آیا یہی تمسک ہے کہ ڈھول بجائیے، مرثیہ کے پر میں حضرت شہر بانورہ کا زڈ اُپا گائیے؛ حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ لوگوں کو ناحق رُلائیے؛ کتاب حسینہ کی اوٹ میں جناب نرگس کا سہاگ پوڑہ دکھائیے؛ حالانکہ یہ نذرانہ بستہ شیطان ہیں۔ آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کی مخالفت سمجھئے؛ تجویز مجلسی وغیرہ سلاطین کے آگے سرسجدہ میں دیکھئے؛ حالانکہ یہ نبض قرآن ممنوع ہے لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اَسْجُدُوا لِلّٰهِ۔ اَلَا جَابِ سید ابراہ اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے زیادہ تر سزاوار تھے، نہ شاہ عباس اور طہماسپ خراس۔

آیا یہی تمسک ہے کہ جناب مرتضوی کو خائف و حبان اور آپ کی اولاد کو کذاب و مغضوب
 اخوان ٹھہرائیے؟ حالانکہ یہ شجاعت کے منافی ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ بتقلید مجوس
 بے تنگ و ناموس اعیاد ثلاثہ سوی العیدین احداث کیجیے؟ حالانکہ خم غدیر میں کب جناب
 امیرؑ کو حضرت نے خلیفہ کیا؟ کہ جس پر عید غدیر مقرر ہوئی اور عید شجاع گروں (گبروں) کا
 فعل ہے کہ شہادتِ فاروقی سن کر خوشی میں آئے؟ احمد بن اسحاق شیعہ نے اسلام میں
 اس کو رواج دیا۔ مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ علماء نے اس عید کے جواز کا فتویٰ
 نہیں دیا۔ اخلاف نے پیش خود بسبیل خلاف تجویز کیا، اور عید نوروز (سلاطین ایرانہ)
 گبری، سیرت مجوسی فطرت نے بطور عید اس دن جشن کیا، ان کی یادگار شیعہ اشرار نے اسلام
 میں داخل کی اور حیلہ کیا کہ آج کے دن جناب مرتضویؑ سر پر آرائے خلافتِ مصطفویؑ
 ہوئے اِنَّهُمْ اَفْوَا اَبَا اَئْمَنُ مَا لَیْنُ فَهُمْ عَلٰی اَثَارِهِمْ یُھْمَعُوْنَ۔

تمسک اور تخلف ایک علمی بحث غرض یہ مشتبہ نمونہ از خردارے ہے، بالجلہ ہر کلمہ
 ملازمان نے اس مقام میں تمسک اور تخلف کا ذکر کیا، ضرور ہے کہ متمسکین و متخلفین کا
 کچھ نشان دیا جاوے، پس اصحاب دین اور ارباب اعتماد پر محقق نہیں کہ تخلف خلاف تمسک
 ہے، اور احادیث مامورہ تمسک کہ نجات و فلاح کی نسبت وارد ہیں، از انجلہ ایک حدیث
 ثقلین ہے کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تُضِلُّوْا اَبَدًی
 اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنْ الْاٰخِرِ کِتَابُ اللّٰهِ وَ عِزَّتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔ یعنی بظاہر امت حضرت
 کا ارشاد ہے کہ ”میں تم میں دو چیزیں گرہاں باندھ چھوڑ جاتا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں
 سے تمسک کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان دونوں میں بزرگ تر ہے
 دوسرے سے، قرآن خدا اور میرے اقربا۔“

دوسری حدیث نجوم اصحابی کا لُجُومِ بَا یَھْدِیْ اِقْتَدَا یُتَوَاھِتَدِ یُتَمَدِّیْ
 اصحاب کا حال ستاروں کی طرح ہے ان میں جن کی اقتدا کرو گے راہ پاؤ گے۔“

تیسری حدیث سفینہ کی مثل اہل بیتیٰ فیکم مثل سفینۃ نوح من ركبہا نجا ومن تخلف عنها غرق (ترجمہ) ”میرے گھر والوں کا حال کشتی نوح کا سا ہے کہ جو اس کشتی میں سوار ہوا نجات پائی، اور جس نے اس سے پیٹھ پھیری غرق ہوا۔

ایک نکتہ | مآ یعقوب متانی افادہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں جو صحابہ کو نجوم اور اہل بیت کو سفینہ ارشاد فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت کو صحابہ سے لیکھنا چاہیے، اور طریقت اہل بیت سے۔ اس واسطے کہ خوض دریاے حقیقت اور معرفت میں بدون محافظت شریعت اور طریقت کے محال ہے۔ جیسا سفر دریا بدون رکوب سفن اور اہتمام بہ نجوم متعذر ہے۔ پس وصول الی المطلوب جیسا تھا بدون مراعات نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی بغیر مراعات رکوب سفن بے اثر۔

شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے | بیان اول کا یہ ہے کہ خلاف محققین قوم تباہی بعض متعصبین مستوجب اللوم اکثر شیعہ زمان جیسا آپ اور آپ کے بھائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سے معرا اور تحریف لیسیر اور فی الجملہ تغیر و تبدل سے محشی سمجھتے ہیں، چنانچہ بارۃ ضعیفہ میں فرماتے ہیں:-

”کہ چون نظم قرآنی نظم عثمانی ست، بر شعیان احتجاج باں نشاید، دنی موضع آخر منها۔ علاوہ آنکہ چون نظم قرآنی خلیقہ ثالث اند احتجاج برآں بر شعیان درست نمی تواند شد۔“ انتہی بعبارة المفصیۃ الی جسارتہ۔

شیعہ اور حضرت عباسؓ | اور بیان ثانی کا یہ ہے کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت عباسؓ اور ابن عباسؓ کو، کہ جناب رسالتؐ کے چچا اور چچا زاد بھائی میں بدکتے، بدکتے ہیں اس سبب کہ حضرت فاروق اور حضرت کلثومؓ کی تزویج میں واسطہ ہوئے تھے۔ حالانکہ شوستر کی مجلس وغیرہ میں موجود ہے کہ حضرت خیر الناسؓ جناب عباسؓ کی عظمت بجالاتے تھے اور ان کے حق میں صنو لائی فرماتے تھے۔

اسی طرح زبیر بن العوامؓ کو کہ مادر اقدس ان کی صفیہؓ عمرہ مکہ مرہ خباب مصطفویہؓ اور تفسویہؓ ہیں جنگ جمل میں شرکت کے سبب دشمن بتاتے ہیں حالانکہ کشف الغمہ میں مکتوف ہے کہ جب اس جنگ میں ابن جبر نور لعین نے آپ کو شربت شہادت پلایا، حضرت امیرؓ کو مزہ سنایا کہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے لگایا، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے، غصہ میں آیا اپنے بیٹے آپ خنجر سے دار بوار جہنم میں پہنچایا، حضرت امیرؓ نے فرمایا لَقَدْ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ بِشَرِّ قَاتِلِ ابْنِ صَفِيَّةٍ بِالنَّارِ۔

بناتِ طیبات اور قرآن | اسی طرح رقیہؓ اور کلثومؓ کہ حضرت کی بناتِ طیبات ہیں رحمت تحقیق علاقہ زوجیت میں وہاں سیدنا عثمانؓ کہ عمرت سے نکالتے ہیں چنانچہ احقاق اللق میں ہے کہ ”رَقِيَّةٌ وَكُلثُومٌ زَهْرَتَانِ فِي بَطْنِ خَدِيجَةَ سَ“۔

اور منہج الفاضلین میں ہے کہ ”حضرت فاطمہؓ کے سوائے کوئی دختر آپ کی نہیں“ حالانکہ قرآن میں بصیغہ جمع ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اور ظاہر ہے کہ قرآن میں جمع ہے تو جمع کا اطلاق تین سے کمتر پر درست نہیں۔ ومعنا ازاد المعاد میں ہے کہ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقِيَّةٍ وَبَنَاتِ بَيْتِكَ وَعَلَى اُكُلُكُلُومٍ وَبَنَاتِ بَيْتِكَ

اکثر اولاد حسنین کو شیعہ نہیں مانتے | اسی طرح اکثر اولاد حسنینؓ کو نہیں مانتے اور امام نہیں جانتے حسن بن مثنیٰ اور عبداللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہیں کا فرم تبتا ہیں۔ حالانکہ جامع اخبار میں ہے اَكْرَمُ مَا اَوْلَادِي وَمَنْ مَاتَ عَلَى حَبِّ اَلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَاجْمَاعَةِ ”میری اولاد کو گرامی رکھو، اور جو مرا میری آل کی محبت پر، تو وہ مرا سنت اور جماعت پر“۔

اور امام حسینؓ کی اولاد میں جعفر بن موسیٰ کاظمؓ اور جعفر بن علیؓ برادر حضرت امام عسکریؓ کو کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا تا با امام حسن عسکریؓ پہنچاتے ہیں من بعد جعفر یہ جعفر بن علیؓ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عسکریؓ لا ولد تھے اور بعض

کہتے ہیں کہ آپ کے سرزند امام آخر الزمان ہیں کہ صغریٰ میں باپ کے روبرو وفات پائی۔ اور بعضوں نے حد بلوغ کو پہنچایا۔ **فَاخْتَفَرُوْا فِيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَجَاءَ وَقِيلَ قُتِلَ وَقِيلَ حَتَّى غَائِبٌ مُنْتَظَرٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ**

آیہ تطہیر ازواج مطہرات | اور بیان ثالث کا یہ ہے کہ اہل بیت حقیقی یعنی ازواج مطہرات کے حق میں اُتری۔ بہ دلائل جن کے حق میں آیہ تطہیر انسا یرید اللہ لیکون حبیبکم الذین اهل البیت ویطہرکم تطہیرا نازل ہوئی جیسا ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا انما انزلت فی نساء النبی خصوصاً صدیقہ وخصمہ کو اس سبب کہ ان کی زوجیت میں شیخ کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے (اہل بیت مجازاً بھی نہیں جانتے، اور جو مجازاً داخل ہیں ان میں حقیقت کو صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ شان نزول مذکور اور سابق و سابق اسی پر دال ہے کہ یہ آیہ ازواج کے حق میں نازل ہوئی اس واسطے کہ ابتداءً **يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ** سے لفظ والحکمتہ تک ازواج کی جانب خطاب ہے پس بدوں انقطاع کلام سابق اور افتتاح کلام لاحق درمیان میں اور کاحال مذکور ہونا مخالف نص قرآنی ہے۔

اسی واسطے ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ ہر گاہ اس آیت نے نزول پایا حضرت نے آل عباس کے حق میں دعا کی کہ **اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيراً**۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا **اَلَسْتُ بِاَهْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** فرمایا **اَنْتِ عَلٰی خَيْرٍ وَّ اَنْتِ عَلٰی مَكَانِكَ** ”یعنی تو تو بطریق اولیٰ بجائے خود اہل بیت ہے“ پس معلوم ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق میں ہے خصوصاً اور اولاد کے حق میں عموماً۔ والادعاء کی کیا حاجت تھی۔

شیعہ تمام صحابہ کو مرتد جانتے ہیں | اور بیان رابع کا یہ ہے کہ یہ فرقہ باجمعہا تمامی صحابہ کو کافر اور مرتد اعتقاد کرتا ہے۔ **اَللّٰهُمَّ** الا شاذ معدود منہم کس نے یہ روایت امام

صَادِقٌ لِّكَاهِكُمْ كَمَا مَاتَ النَّبِيُّ ارْتَدَّتِ الصَّخَابَةُ كُلُّهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةً مِنْهُمْ
مُقَدَّادٌ وَحْدُ يَفَّةٌ وَسَلِيمَانٌ وَأَبُو أَذْرِزٍّ۔ حالانکہ جامع الاخبار میں ہے مَنْ مَاتَ
أَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرَ۔ اور کتاب خصال میں زبانی امام صادق موجود ہے کہ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِي عَشَرَ أَلْفًا ثَمَانِيَةَ أَلْفٍ مِنَ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنْ
غَيْرِ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنَ الطَّلَقَاءِ لَمْ يَرِ فِيهِمْ قَدَرِيٌّ وَلَا مُرْجِيٌّ وَلَا حُرُورِيٌّ وَلَا
لَا مُعْتَزِلِيٌّ وَلَا صَاحِبُ رَأْيٍ وَكَانُوا أَيْبُكُونَ اللَّيْلَ وَيَقُولُونَ أَقْبَضُ رُوحَنَا قَبْلَ أَنْ
تَأْكُلَ خُبْزًا لَخْمِيرٍ۔ جناب شیخینؒ کہ افضل صحابہ اور یار غار سید الشہیدینؒ میں ان کی مدد
اور پیراری کو عین عبادت جانتے ہیں، تا آنکہ انھیں صنم قریش قرار دے کر دعائے صنمی
قریش بنایا ہے اور اس کو دعائے قنوت جناب مرتضویؒ بنایا ہے حالانکہ احقاق الحق میں
زبانی امام صادقؑ ان کے حق میں موجود ہے هُمَا أَمَامَاتُ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى
الْحَقِّ وَمَا تَأْتِيهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

پس اب ان بیانات اربعہ سے کالنور علی قتل الجبال اتضاح حال ہوا کہ متخلف سفیدہ عترت
و آل رافض ہیں عموماً اور ملازمان مدعی تمسک خصوصاً کہ لغوائے اکتو منون ببعض الکتاب و
تکفرون ببعض۔ اکثر تران و عترت کے پیشتر اصحاب و اہل بیت حضرت کے ساتھ بعض
اور کفران رکھتے ہیں، نہ اہل سنت کو مہودائے لا یفرق بین احد منهم سائران بزرگوار
اربعہ کی نسبت ان کو محبت اور ایمان ہے عموماً اور خشتین کی نسبت خصوصاً۔ اور یہ خود ظاہر ہے
حاجت بیان نہیں رہی۔

بعض شبہات اور ان کا جواب | اس مقام میں دو شبہات کہ اثنا عشریہ کی سدر راہ ہیں۔
ایک یہ کہ تمسک کل اہل بیت کی کیا حاجت، تمسک بعض بھی نجات کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر
کشتی کے کسی کو نے پر بیٹھے تو بھی غرق سے ایمن ہے۔ دفع اس کا یہ ہے کہ اس نہر گام کیسا نہ
مختاریہ، زیدیہ، موسویہ وغیرہ فرقہ کو گمراہ جاننا غلط ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک نے کشتی کا ایک

کنج یا ہے۔ بلکہ تیسین اثناعشر یہ بھی باطل ہوگی۔ پس بناءً علیہ تمام مذہب اثناعشریہ برہم ہوا۔

اور حلِ شبہ یہ ہے کہ ایک کوثر میں بیٹھنا اس وقت نافع ہے کہ اور کسی کوثر میں رختہ نہ ہوا، اور ہر گاہ کسی کنج میں رختہ کیا بے شک غرق ہوگا۔ اور شیعہ کا کوثری فرد ایسا نہیں کہ ایک کنج میں بیٹھے اور دوسرے میں رختہ نہ ڈالے۔ ہاں اہل سنت ہر چند زوایائے مختلفہ میں آمد و شد رکھتے ہیں مگر ان کی کشتی کے کسی کنج میں رختہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جناب مجتہد مقام عماد الاسلام میں فرماتے ہیں کہ حدیث اقتدارِ مجمل ہے کیونکہ اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اقتدارِ شیخین چاہیے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سببِ رشاویہ ہوگا کہ کہیں تشریف لائے جاتے ہوں گے اور شیخین شریف پرے ہوں گے کسی نے پوچھا ہوگا کہ میں کس راہ سے آؤں، آپ نے فرمایا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ۔ مجھ کو پاؤ۔ اہل انصاف پر یہ بات ظاہر ہے کہ جناب مجتہد باوصف فہم و کیا ست کیا اجتہاد کر رہے ہیں اور حکم بنی قصر اودھم مفسراً تمام تمسکاتِ قوم کی مار پود کو برباد کر دیا۔ ہائے اتنا بھی نہ سمجھے کہ یہ اجمال اگر منافی اقتدارِ شیخین ہے تو وہ اجمال و احتمال کہ احادیث متواترہ مقبولہ قوم (مستوجب العذاب اللوم) ہیں لایسما کہ تمسکِ اہل بیت کی نسبت وارد ہیں کیونکہ مجوز اقتدار ائمہ ہوں گے۔

باعترافِ شیعہ پیدا ہے کہ حصولِ نجات کے لیے کوئی حدیث حدیث ثقلین سے برتر ہے کہ نہیں اس میں بھی وہ احتمال پیدا ہے کیونکہ اصلاً اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں ان کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے، آیا محبت و اخلاص میں، یا اتباع و پیروی میں؟ پھر اس تقدیر پر بھی محمل ہے کہ آیا اصول میں تمسک چاہیے جیسا تو حید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں؛ یا فروع میں جیسا عین نماز میں خصلوں یا تفضیص کے کھیلنے، یا فرج کا بوسہ لینے میں یا دخول فی الدبر وغیرہ میں؟

بعدہ اس میں کلام ہے کہ جمیع اہل بیت مراد ہیں؛ یا بعض؛ و بر تقدیر اول حصر اثناعشر باطل ہے اور بر تقدیر ثانی ترجیح بلا مرجح مرجوح لازم، معیناً احادیث کہ بلفظ طریق سلوک لمحق کشتی

دریا و بیابان صحرا مروی ہیں، ان میں بھی یہی احتمال ہوگا۔ کسی نے پوچھا ہوگا کہ فلاں شہر میں کیوں
 کر پہنچوں، اور اثناءِ راہ میں دیبائے ناپید اکنا را اور صحرائے دشوار گزار واقع ہیں حضرت نے
 فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ کے ہمراہ جانا چاہیے کہ نشیب و فراز میدانوں کا جانے اور عمق
 دریا کا پہچانے ہوئے ہیں۔ الی غیر ذلک من الاحتمالات، ایں گلِ دیگرِ شگفت، تا فہم و لاکن من الغافلین
 اب اہل انصاف انور وئے انصاف و ایمان بلا اعتساف دیکھیں کہ متخلف یا متمسک
 سفینہٴ سعادت و آل اہل سنت میں، یا شیوہ ضال؟ (بڑے بول کا سر نیچا) من بعد ملازماں اپنی ہٹ
 دھرمی سے اگر باز نہ آئیں اور اپنے کو متمسک بنائیں، اسی بات کے مصداق ہوں گے کہ جو لاپے
 کو مومن اور صدقہ خور کو مصلیٰ اور حبشی کو سیدی، بنجاست کش کو حلال خور کہتے ہیں یہ شرکیں
 مکہ اپنے آپ کو تابعِ ملتِ ابراہیمیؑ جانتے تھے اور مسلمانوں کو صابی، اور یہود و نصاریٰ
 اپنے آپ کو موسوی عیسوی بتاتے تھے۔ اور عبد اللہ بن سلام اور بنجاشی کو بے دین مغوی، لیکن
 سوائے ذلت و رسوائی کیا حاصل، نام کسی کا لینا اور خلاف اس کے کرنا ذل و دنیا، کمال و حقارت
 و بیعتی ہے۔ وَاللّٰهُ الْهَادِیْ۔



خاتم کتاب

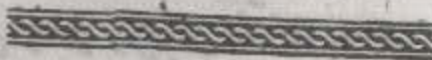
الحمد للہ! یہ رسالہ ”ہدایۃ الشیعہ“ باختصار تمام اتمام کو پہنچا، اب سائل مدعی خصوصاً اور سب شیعہ عموماً اس کو بنظر انصاف دیکھ کر اپنا کھل الجواہر بناویں، اور اپنی غوات کو چھوڑ کر ہدایت پر آویں، تا قیامت کو خسران و مذاب سے نجات پاویں ورنہ اس دن ہرگز کچھ تقلیدِ آباد و اجداد کا رگہ نہ ہوگی ۵

ہمارا کام کہ دنیا ہے یا رو!

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ
اجْمَعِیْنَ

تمت بالخير



آیات بینات

از۔ نواب محسن الملک سید محمد محمد علی خاں

تردید شیعہ میں وہ عظیم اور مشہور کتاب جس نے ایک انقلاب پیدا کر دیا اور ہزاروں انسانوں کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا، اس کتاب کے فاضل مصنف ابتداء سے خود شیعہ مذہب کے بڑے عالم تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی اور آپ نے شیعہ مذہب کے تاب ہو کر عظیم کتاب تصنیف فرمائی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود شیعہ مذہب کی کتابوں اور ان کے علماء کے اقوال سے ہی ان کا بطلان کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود طرز تحریر نہایت ناصحانہ اور سنجیدہ اختیار کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے ہر شخص تعصب سے ہٹ کر اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ کتاب عرصہ ساٹھ سال سے نایاب تھی اب مکمل تیار ہے۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کل صفحات : ۷۰۰

سفید کاغذ۔ قیمت جلد اول : -/۲۸ جلد دوم : -/۲۸ کامل سیٹ : -/۹۶ روپے

تاریخ مذہب شیعہ

حسب ایما و پسند فرمودہ :- مولانا عبد الشکور رضا فاروق لکھنوی

اس کتاب میں شیعہ مذہب کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے اور مشہور منافق ابن ساجد راصل یہودی تھا اور جو مذہب شیعہ کا بانی ہے اس کے مفصل حالات لکھے گئے ہیں کہ یہ منافق کس طرح ازراہ نفاق مسلمانوں میں گھس کر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی وجہ سے آج تک مسلمان شیعہ دُستی گرد ہوں میں بٹے ہوئے ہیں بتلاشیان حق کے لیے بہترین کتاب سائز ۳۰ × ۲۰ صفحات ۲۴۰ عکسی طباعت سفید کاغذ۔

بکس بورڈ جلد قیمت ۱۶/۷۵ روپے

دارالاشاعت - مقابل مولوی مسافر خانہ - کراچی

ارواح ثلاثہ (حکایات اولیا) مولانا اشرف علی = ۳۶/
 آیات یقینات، محسن الملک (تردیشیہ) جلد ۲ = ۹۹/
 تحفہ اثنا عشریہ اردو، شاہ عبدالعزیز (تردیشیہ) جلد = ۱۲۰/
 تاریخ ارض القرآن، سید سلیمان ندوی جلد = ۵۱/
 تاریخ فقہ اسلامی اردو، شیخ محمد خضریٰ جلد = ۶۹/
 تذکرہ غوثیہ، سید غوث علی شاہ قلندر جلد = ۶۹/
 تذکرہ مجدد الف ثانی، مولانا محمد منظور نعمانی = ۵۱/
 عیسائیت کیا ہے؟ مولانا محمد تقی عثمانی = ۲۷/
 مسلمانوں کا نظم مملکت، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن جلد = ۵۷/
 لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا، ابن جوزی = ۱۰۴/
 کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر کی = ۵۴/
 المنجد عربی اردو، جامع لغات جلد = ۱۳۲/
 المعجم اردو عربی " " " = ۷۸/
 بیان لسان عربی اردو مستند لغات جلد = ۷۸/
 قاموس القرآن (تکمل قرآنی لغات) " = ۷۸/
 جامع اللغات (اردو کی مستند لغت) " = ۵۷/
 شمس المعارف (تعویذات) ابن علی بنونی جلد = ۸۱/
 اصلی جواہر خمسہ کامل (تعویذات) = ۶۰/
 بیاض یعقوبی (تعویذات) مولانا محمد یعقوب = ۵۴/
 علاج الغریبا حکیم غلام امام = ۳۰/
 بیمار یوں کا گھریلو علاج، طبیبہ ام الفضل = ۲۱/

بہترین اسلامی کتابیں

قصص القرآن مولانا محمد حفظ الرحمن جلد ۲۸ = ۴
مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ اردو) جلد ۵ = ۶۱
معارف الحدیث - مولانا محمد منظور نعمانی، جلد ۳۷ =
تحریر صحیح بخاری مترجم عربی اردو کامل مجلہ = ۱۰
شرح حصن حصین مترجم مولانا محمد عاشق الہی / = ۶۹
شرح الزبیین، امام نووی " " " " مجلہ = ۳۳
حجتہ اللہ البالغہ اردو شاہ ولی اللہ دہلی مجلہ = ۸۱
بہشتی زیور بدل مکمل مولانا اشرف علیؒ مجلہ = ۱۲۳
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مفتی محمد شفیعؒ جلد ۲ = ۲۵
علم الفقہ کا میل مولانا عبد الشکور لکھنؤیؒ = ۸۱
عقائد علمائے دیوبند و حسام الحرمین مجلہ = ۵۱
احیاء العلوم اردو، امام محمد غزالیؒ جلد ۴ = ۲۲۶
یکمیائے سعادت اردو " " " مجلہ = ۸۱
محاسن الأبرار، اردو، شیخ احمد رومی مجلہ = ۱۰۳
محاسن حکیم الامت مفتی محمد شفیعؒ = ۵۴
مومن کے ماہ و سال اردو، شیخ عبد الحق دہلویؒ مجلہ = ۶۰
اسلام کا نظام مساجد، مولانا ظفر الدین مجلہ = ۳۳
اسلام کا نظام عفت و عصمت " " " " = ۳۹
اسلام کا نظام اراضی و عشر و خراج مفتی محمد شفیعؒ = ۵۱
علمی کسکول منتخب مضامین " " " " = ۵۱
احکام اسلام عقل کی نظر میں، مولانا اشرف علیؒ = ۵۱

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیں